وَاللّٰهُ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

بحمدہ تعالےٰ شانہ کہ یہ رسالہ کثیر النفع جو اصول دین میں ہے

جسکا نام نامی و اسم گرامی

مَنْہَجُ الوُصُوْلِ فِی الْاُصُوْلِ

علے منوال

اَلْفُصُوْلُ فِی الْاُصُوْلِ ہے

مصنفات سے جناب سید علّامہ مولوی سید محمد علی حسن صاحب دام برکاتہ کی

بتاریخ ۱۹ - ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۰۳ھ

در مطبع اثنا عشری باہتمام سید ابو علی طبع شد

۲۵ جنوری ۱۸۸۶ء

فہرست مطالب رسالہ منہج الوصول جسمین اصل مطالب کا خلاصہ نہایت وضاحت کرکے لکھا گیا ہے جس سے اونکا سمجھنا زیادہ آسان ہوگیا ہے

تمت بالخیر والعافیہ

وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْم

للہ الحمد والمنۃ کہ یہ رسالہ کثیر النفع جو اصول دین میں ہے اور جو عمدہ تصنیفات فاضل جلیل و عالم بےعدیل مولوی سید محمد علی حسن صاحب ادام اللہ فیضہ الجمیل سی ہے اور جسکا نام نامی

منہج الوصول فی الاصول

علے منوال الفصول فی الاصول

ہی خاص بغرض افادہ و استفادہ عامہ مومنین شیعہ اثناعشری اہل ہند کی بسعی و حسن اہتمام خیرخواہ مومنین سید عابد علی رضوی مالک و مہتمم مطبع

مطبع اثناعشری واقع محلہ نخاس لکھنؤ میں چھاپا گیا

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی ظهرت فی کل شیء دلائل توحیده وقدرته وتجلت من کل موجود اثار عدله وحکمته وتلألأت من کل مخلوق انوار جلاله وعزته وطلعت من کل مصنوع ایات کماله وعظمته والصلوٰة والسلام علی الاصفیاء الذین هم مظاهر کمالاته وکرامته من انبیائه ورسله واولیائه وملائکته لاسیما علی رسوله وحبیبه وخیر خلقه وبریته محمد المخصوص بختم نبوته ورسالته وعلی ابن عمه ووصیه الذی هو باب مدینة علمه وحکمته ومولی کل مؤمن ومؤمنة

من امتہ وعلی الائمۃ الھادین المھدیین من عترتہ وذریتہ
الطیبین الطاہرین المخصوصین بجلائل کراستہ ومکارم خلافتہ
وعلی اصحابہ المجاہدین فی نصرتہ واعلاء کلمتہ والمتمسکین بما
ترک فیہم من الثقلین من الکتاب العزیز وعترتہ صلوۃ دائمۃ
زاکیۃ نامیۃ الی یوم القیمۃ الذی ھو یوم عدل اللہ ورحمتہ

امّابعد حقیر سراپا تقصیر ننگ کونین السید محمد شمس الدین حسین
المعروف بالسید محمد علی حسن ابن المولوی السید محمد امجد علی مکی ومدنی اصلاً وشرفاً
وواسطی نسباً وعلی پوری وبھیروی وفتح پوری مولداً وموطناً ولکھنوی معاشاً
ومسکناً عفا اللہ عنہ وعن والدیہ یوم الدین وحشرھم فی زمرۃ
موالیہم الطاہرین وسادتہم الطیبین خدمت برادران ایمانی مین
یہ عرض پرداز ہے کہ ہرگاہ علم کلام اجل واشرف علوم مین سے ہے
جسکے ذریعہ سے علم یقینی بدلائل قطعی عقائد دینی کا حاصل ہوسکتا ہے
علی الخصوص وہ جزو اوسکا جو اصول دین سے متعلق ہے اور بمجواسکے
طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم الا ان اللہ یحب بغاۃ العلم تحصیل وتکمیل
اوسکی حتی الوسع ہر صاحب ایمان پر واجب ولازم ہے اور زبان اردو مین
کوئی ایسا عمدہ رسالہ اوسکا جس سے نفع ہر خاص وعام باسہل طرق ممکن ہو
موجود نہین ہے بدین وجہ ایک مدت دراز سے مین اس فکر مین تھا کہ ایک
عمدہ رسالہ ایسا اس علم مین مہیا کرون مگر بوجوہ عدیدہ یہ امر آج تک ممکن

نہین ہوا لیکن جبکہ مجھکو بحالت بعض تالیفات کی بعض مقامات پر مباحث
کلامیہ کی تحریر و تحقیق کی ضرورت ہوئی اور اسوجہہ سے مجکو اسکی ضرورت
زیادہ تر دریافت ہوئی کہ مومنین ہند کے لئے کوئی ایسا رسالہ مرتب کیا جائے
اور اتفاقاً ایک دوست کے ایماء کے بموجب مینے اوس رسالہ شریفہ پر
بغور نظر کی جسکو مولائی اعظم و امام اکرم افضل المحققین سند العلماء المتبحرین
نصیر الملۃ والدین محمد بن محمد بن الحسن الطوسی اعلی اللہ مکانہ و وسع لہ
جنانہ نے چند اوراق مین بکمال ایجاز و اختصار تصنیف کیا تہا اور نام اوسکا
الفصول فی الاصول رکہا تہا اور جو دراصل زبان فارسی مین تہا
اور جسکا بعض علمائے خاص بنظر افادہ اہل عرب کی عربی مین ترجمہ کیا تہا
تو کتاب مذکور کو مینے قدر ضروری و اہم امور علم مذکور پر محتوی پایا اور
بوجہہ اوسکے ایجاز و اختصار کے افادۂ مومنین ہند مین اوسکو عظیم النفع
تصور کیا لہذا تصنیف رسالہ جداگانہ کو بشرط افضال و توفیق اللہ تعالے
زمانہ آیندہ پر موقوف رکہہ کر سردست بغرض نفع عامۂ مومنین اس امر کو
ضروری خیال کیا کہ رسالۂ مذکور کو زبان اردو مین ترجمہ اور اوسمین مناسب
توضیحات اور اضافات مندرج کرکے نذر احباب کرون لہذا مینے خاص
اسی مطلب سے اس رسالہ کو تحریر کیا ہے اور نام اسکا **منہج الوصول
فی الاصول** علی منوال **الفصول فی الاصول** رکہا ہے

نفعنا اللہ وسائر المومنین بہا فی الدنیا والدین

وھدانا وایاھم للتمسک بسادتنا الطیبین ورزقنا وایاھم

الحشر مع موالینا الطاہرین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین الی یوم الدین

اور یہ رسالہ چار فصلوں پر متضمن ہے اور جو مسائل مینے اضافہ کئیے ہین اونکے

ابتدا مین لفظ اضافہ یا تکملہ یا تمہید مناسب کی استعمال ہوئی ہے تمہید

مناسب اوّل اللہ تعالےٰ کی معرفت جیسا بموجب بہت سی آیات

قرانی واحادیث نبوی وائمہ طاہرین علیہم السلام کے واجب ہی اوسیطرح

اس دلیل عقلے سے بہی واجب ہی کہ جب انسان اپنے وجود پر اور اون

نعمائی کثیرہ پر جو اوسکے شامل حال ہین نظر کرتا ہے تو وہ معلوم کرتا ہے کہ

کوئی اوسکا بنانے والا ہے جسنے اوسکو بکمال حکمت وصنعت بنایا ہے اور

جب وہ حکیم ہے تو چونکہ فعل حکیم کا حکمت اور مصلحت سے خالی نہین ہوتا

تو اب اوسکو ضرور یہ خوف پیدا ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالی نے اسکو کسی

غرض کے واسطے پیدا کیا ہے تو اگر اوس غرض کے موافق یہ کام نکرے

تو ممکن ہے کہ اسوجہ سے اوسکا بنانے والا اوس سے ناراض ہو پس

اوسکو بغرض دفع اس خوف کے کیونکہ دفع خوف کا ضرور بالبداہتہ واجب ہے

اولاً اللہ تعالی کی معرفت اور بعد ازآن دریافت کرنا اپنی اعراض خلقت کا

واجب ہوگا تمہید مناسب دوم اصول دین کا علم یقینی حاصل کرنا

ضرور ہی صرف ظن وگمان کافی نہین ہے جسمین خوف خطا کا باقی رہتا ہے
پس اصول دین مین سے جو بدیہی نہو اوسکا بدلیل یقینی جاننا ضرور ہے اور چونکہ صرف
کسی کے قول کے بموجب ایک امر کا جان لینا تقلید ہے اور ایسی تقلید صرف گمان
اور ظن کو کافی ہوتی ہے اور مفید یقین کے لئے نہین ہوتی اسوجہ سے اصول دین کے
علم مین تقلید کافی نہین ہے باقی یہ امر کہ کس قسم کے دلائل یقینی سے جاننا ضرور ہے
اس باب مین صحیح امر یہ ہے کہ بموجب اختلاف فہم مکلفین کی یہ وجوب بھی مختلف طور
پر ہوتا ہے بدلائل علم کلام اہل علم کو اور جو ایسے اشخاص ہون کہ دلائل مذکورہ کو
سمجہہ سکتے ہون اصول دین کا جاننا واجب ہے اور خاص اوس قدر قدرت تامہ
حاصل کرنا کہ رفع معظم شبہات پر قدرت حاصل ہو خاص علما پر واجب کفائی ہے
اور جو سب پر واجب ہے اور جو ایمان کے لئے کافی ہے اور بہت سہل دلیل ہے
وہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلعم نے دعوی نبوت کا کیا اور اوسکی تصدیق کے لئے
معجزات کثیرہ دکہلائی اور اوسکی ایسے لوگون نے اور اس کثرت سے گواہی دی ہے
کہ اونکا واقع ہونا ضرور ایک امر یقینی ہے اور یہ مقدمہ بھی یقینی ہے کہ جس سے
ایسے معجزات ظہور مین آئین وہ ضرور سچا ہوتا ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ ضرور سچے تھے پس جو باتین اونہون نے فرمائین وہ سب سچی ہین اور
اصول دین کے باب مین جملہ اعتقادات اصولی بموجب اونکی ارشاد کے یا آنکہ
اوس مین سے اوسقدر ضرور بالیقین بموجب ارشاد اونحضرت کی ہمکو معلوم ہوئے

ہین جو علمار شیعہ مین اختلافی نہین ہین پس ایسے اعتقاد ضروریہ جی اور یقینے
ہین اور بہ اسیقدر دلیل سے جاننا اصل ایمان کے لئے کافی ہے اور بعد اوسکے
وجوب علم دلائل بحسب اختلاف طبائع مکلفین مختلف ہوگا اور باوجود قدرت قدر
واجب حاصل نکرنے کی وجہ سے آدمی عاصی ہوگا مگر اصل ایمان سے محروم نہوگا

فصل اوّل بیان توحید مین **اصل**[1] جس شخص کو حاصل ہوتا ہے ادراک
یعنے علم کسی شئے کا بذریعہ حواس کے حاصل ہوتا ہے اوسکو ادراک اوس شئی کے
وجود کا کیونکہ وہ[2] بالضرورت یعنے بالبداہتہ جانتا ہے اس بات کو کہ جو شئے مدرک
یعنے معلوم ہوتے ہے بذریعہ حواس کے وہ موجود ہے اور جو نہین موجود ہے
وہ نہین مدرک یعنی نہین معلوم ہوتے بذریعہ حواس کے اور جبکہ وجود ایسے
شئے مدرک یعنی معلوم کا ضرورے یعنے بدیہی ہوا تو مطلق وجود بھی ضرورے
یعنے بدیہی ہوا کیونکہ یہ مطلق جزا اوسکا ہے اور ضروری یعنے بدیہی ہونا مرکب کا مستلزم ہے
ضروری یعنے بدیہی ہونے کو اوسکے اجزا کے پس یہ مطلق وجود نہین محتاج کسی
تعریف کا اور جس شخص نے تعریف کی ہے[3] وجود کے تو تعریف کی ہے ساتھ ایسے
تعریف کے جو معلوم ہوتی ہے بسبب وجود کے یا کہ جسکا علم حاصل ہوتا ہے ساتھ علم وجود کے
اور ذکیا ہے ایسی تعریف[4] کو مستحسن نہین جانتے **تقسیم** وجود شئی[5] کا یا آنکہ بسبب اوس کے غیر کے ہوگا
یا بسبب اوسکے غیر کے نہوگا اور اوّل یعنے جسکا وجود بسبب غیر کے ہو ممکن ہے اور دوسرا یعنے
جسکا وجود بسبب غیر کے نہو وہ واجب ہے اور موجودات منحصر ہین انہین دو نوعون مین اور ممکن جبکہ ہوا وجود اسکا بسبب

غیر کے تو جب نہ اعتبار کیا جائے اوس غیر کا تو نہوگا اوس ممکن کے لئے وجود اور
جبکہ نہ ہوا اوسکے لئے وجود تو نہوگا اوسکی غیر کے لئے اوسکی سبب سے وجود
بوجہ محال ہونی اس امر کے کہ معدوم موجد ہو کسی موجود کا **تکملہ** مناسب وجود اللہ تعالیٰ کا
یعنے موجود ہونا اوسکا بدیہی ہی کیونکہ بمعائنہ اوسکی آثار قدرت کی دریافت
ہوسکتا ہی اسواسطے کہ جو شخص خود اپنے وجود اور وجود اجسام پر اور جو صنائع
اونمین ہین اونپر نظر کری یہ دریافت کرسکتا ہی کہ کوئی حکیم دانا بنانیوالا اوسکا
اور اون اجسام کا ہی اور گو بظاہر یہ علم بذریعہ دلیل متصور ہوتا ہی اور اسی
سبب سے یہ مسئلہ بظاہر نظری ہی مگر درحقیقت یہ جو دلیل سمجھے جاتی ہی وہ ایک
تنبیہ ہے اور کسی علم کا محتاج تنبیہ ہونا خلاف اوسکی بداہت کے نہین ہے
اصل جو شخص کہ جانی گا حقیقت واجب اور ممکن کو جسطرح کہ بیان کی گئے
وہ جان لیگا بادنیٰ فکر کہ اگر واجب الوجود موجود نہوتا تو کسی شی کا ممکنات سے
اصلا وجود نہوتا کیونکہ موجودات اوسوقت مین سب ہوتی ہین ممکنات اور ممکن
کیلئے نہین ہے وجود بسبب اوسکی ذات کی اور نہ اوسکی غیر کے لئے
وجود اوسکی سبب سے پس ضرور ہے وجود واجب الوجود کا تاکہ حاصل ہو
اوسکی سبب سے وجود ممکنات کا **ہدایت** واجب الوجود جبکہ نہوا وجود
اوسکا بسبب اوسکی غیر کے تو وہ واجب الوجود ہوا بغیر اعتبار اپنے غیر کے
پس نہین ممکن ہے کہ فرض کیا جاوے عدم اوسے واجب الوجود کا اور ہر

اعتبار سے اوسکو کہا جاتا ہے کہ وہ باقی اور ازلی اور ابدی اور سرمدی ہے
اور باعتبار اس امر کے کہ وجود اون اشیاء کا جو سوا اوسکے ہین بسبب اوسکے
ہوتا ہے کہا جاتا ہے کہ وہ صانع اور خالق اور باری اور مصور ہے تکملہ مناسب
اللہ تعالی قدیم ہے کیونکہ وہ ازلی اور ابدی ہے اور جو ایسا ہو وہ قدیم ہے

اصل بعد ازان جب فکر کیجائے تو معلوم ہوتا ہے کہ جس شی کی ذات مین
کثرت ہو گو وہ کثرت بطور فرض کے ہو وہ محتاج ہوتا ہے اپنی غیر کا کیونکہ وہ محتاج
ہو اپنے آحاد یعنے اجزا کا اور احاد اوسکے غیر اوسکے ہین پس جو شی ایسی
ہو کہ اوس مین کثرت ہو یا اوس مین لیاقت قبول قسمت و تقسیم کے ہے وہ ممکن ہے
اور منعکس ہوتا ہے یہ قضیہ بعکس نقیض طرف اس قول کے کہ جو شی نہین ہے
ممکن نہین ہے تکملہ یعنے نہین ہے اوس مین کثرت پس واجب الوجود واحد ہے
جمیع جہات و اعتبارات سے **اصل** حقیقت واجب الوجود کے امر واحد ہوتی
ہے کیونکہ وہ مدلول ہے دلیل یعنے عنوان واحد کے اور وہی ممتنع ہونا اوسکے
عدم کا ہے پس اگر فرض کیجاوین اوس مین سے زیادہ ایک ذات سے جو مشترک
ہون گی حقیقت واجب مین اور باہم ممتاز ہون گی بسبب کسی اور امر آخر کے
پس لازم آئیگا مرکب ہونا ہر واحد کا مابہ الاشتراک اور مابہ الامتیاز سے
یعنے ہر واحد مین اس صورت مین دو چیزین ہونگے ایک وہ کہ جس مین
وہ سب مشترک ہین اور ایک وہ جسکے وجہ سے وہ باہم ممتاز ہین اور جو

مرکب ہے وہ ممکن ہے پس نہونگے وہ جو واجب فرض کئے گئے تھی واجب الوجود
یہ خلاف مفروض ہے پس اس صورت مین نہین ہو جود حقیقت واجب کے
مگر ذات واحد ہدایہ ہر متحیز یعنے جسکا وجود کسے مکان مین ہو محتاج ہے
اپنے حیز یعنے مکان کا اور ہر عرض یعنے جو ممکن کہ وجود اوسکا قائم ساتھ کسے
محل کے ہو محتاج ہے طرف اپنے محل کے اور حیز اور محل غیر ہین متحیز اور عرض کے
تو نہوگا واجب الوجود جو محتاج نہین ہوتا غیر کا متحیز اور نہ عرض اور جس شئے
کیجانب اشارہ حسی کیا جائے وہ متحیز یا عرض ہے تو نہین واجب الوجود ایسا کہ
اوسکی جانب اشارہ حسی کیا جائے تبصرہ معنے جو عقل مین آتی ہین لفظ
حلول سے وہ ہونا ایک موجود کا ہے ایک ایسے محل مین کہ جسکے ساتھ وہ شئے
قائم ہو پس واجب الوجود جو قائم بذاتہ ہے تو محال ہے واجب الوجود پر یہ کہ
حلول کرے وہ کسی شئے مین اور محل ایسا متحیز ہے کہ حلول کرین اوس مین
اعراض پس واجب الوجود چونکہ نہین ہے متحیز محال ہے اوس مین حلول اعراض کا
تکملہ مناسب اللہ تعالی جسم نہین ہے کیونکہ ہر جسم مرکب ہے اور اللہ
تعالی مرکب نہین **تکملہ** والد وہ جسم انسانی ہے کہ جسکے بعض اجزا سے ایک
دوسرا جسم انسانی پیدا ہوا اور یہ دوسرا جسم انسانی ولد کہلاتا ہے پس
اللہ تعالی کسیکا والد یا ولد نہین ہے کیونکہ وہ جسم نہین اور باطل ہوا
قول اون نصارے کا جو اللہ تعالے کو والد حضرت عیسی کا اور حضرت عیسے

علیہ السلام کو ولد اللہ تعالی کا اور الٰہ بھی کہتے ہین اور اگر مرتبہ روحانی حضرت
عیسیٰ کو الٰہ کہتے ہین تو وہ بھی بموجب صحیح قول کے جسم ہے تکملہ اللہ تعالے
محل کسی شی کا نہین ہے کیونکہ اگر محل ممکنات کا ہو تو وہ حوادث ہین پس اوسکا
ہونا محل حوادث کا لازم آئیگا اور یہ محال ہے کیونکہ یہ صریح نقص ہے اور اگر
محل کسی واجب کا ہو تو تعدد واجب الوجود کا لازم آئیگا اور یہ بھی محال ہے تکملہ
کوئی شی اللہ تعالی کی سوا قدیم نہین ہے کیونکہ جو سوائے خدای تعالی کے
ہے وہ ممکن ہے اور جو ممکن ہے وہ حادث ہے تکملہ اللہ تعالی کی صفات حقیقیہ سب
عین ذات ہین کیونکہ اول تو اگر یہ صفات غیر ذات ہون تو اگر ممکن ہون تو
اللہ تعالی کا محل حوادث ہونا لازم آئیگا اور اگر وہ واجبات ہون تو تعدد واجبات کا
لازم آئیگا یعنے کئی واجب الوجود پائی جائینگے اور یہ محال ہے اور دوسرے
اگر وہ صفات نقص ہون تو لازم آئیگا اللہ تعالی کا متصف ہونا ساتھ صفات
نقص کے اور یہ محال ہے اور اگر صفات کمال ہون تو لازم آئیگا خالی ہونا اللہ تعالی کا
اپنے مرتبہ ذات مین کمال سے اور محتاج ہونا اپنے کمال مین طرف غیر کے
اور یہ بھی محال ہے اضافہ اللہ تعالی کسی چیز سے متاثر نہین ہوتا یعنی کوئی
چیز اوس مین اثر نہین کر سکتے کیونکہ اگر ایسا ہو تو وہ محل حوادث ہو جائے
اور یہ محال ہے تبصرہ معنے مفہوم اتحاد کے ہو جانا دو شیئون کا ہے شی واحد
اور وہ محال ہے عقلا کیونکہ دونون ایک ہوگئے تو دو نہین رہے اور دو رہے

ہین تو ایک نہین ہوئے تکملہ متضمن موعظہ حسنہ پس جو لوگ حضرت عیسی علی نبینا وعلیہ السلام اور اللہ تعالی کے متحد ہونیکے قائل ہین یا اللہ تعالی کے حضرت عیسی مین حلول کرنیکے قائل ہین اونکا قول اسوجہ سے صریح نادرست ہے کہ اتحاد اللہ تعالی کا کسیکے ساتھ اور حلول کرنا اللہ تعالی کا کسی مین درست نہین تکملہ متضمن معرفت جو اکثر صوفی لوگ وحدت وجود کے قائل ہین اونکا قول اسوجہ سے صریح نادرست ہے کہ اگر اونکا مطلب یہ ہو کہ اللہ تعالی ہر شئی کے ساتھ اتحاد رکھتا ہے یا یہ کہ اللہ تعالی ہر شئی مین حلول کرتا ہے تو یہہ قول اسوجہ سے صحیح نہین ہے کہ اللہ تعالی کا اتحاد کسی شئی سے یا اللہ تعالی کا حلول کسی شئی مین ممکن نہین ہے بلکہ صریح محال ہے اور اگر اونکا مطلب یہ ہے کہ موجود صرف ایک ذات اللہ تعالی کی ہے اور تمام اشیا معدوم ہین حضرت اللہ تعالی کی ذات مین کچھ اعتبارات وقیود عدمی لگنے سے تمام اشیا کا وجود محض اعتباری اور غیر حقیقی پیدا ہوتا ہے تو یہ قول صریح مخالف بداہت کے ہے کیونکہ وجود حقیقی اشیاء کثیرہ کا بدیہی ہے اور علاوہ ازین اسطرح یہ صوفی لوگ منکر اللہ تعالی کی رازق اور خالق اور قادر اور حکیم اور رحیم ہونے اور بہت سے صفات کمالات اللہ تعالی کے ہین اور خدا محفوظ رکھے اوس معرفت سے کہ خدا کی بڑے بڑے کمالات اور بڑی بڑی سلطنتون کے معرفت کھووے تکملہ متضمن کلمہ تقوی جن لوگونکے کلام سے اتحاد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا جناب

امیر علیہ السلام یا باقی ائمہ علیہم السلام کا ساتھ اللہ تعالی کے ثابت ہوتا
یا حلول اللہ تعالی کا ان حضرات بین اونکے قول سے پایا جاتا ہے اونکے
اقوال بھی اسیوجہ سے نادرست ہین کہ اتحاد اللہ تعالی کا کسیکے ساتھ
یا حلول اللہ تعالی کا کسے بین ممکن نہین ہے **تبصرہ** الم اور لذت تابع ہین
مزاج کی اور مزاج عرض ہے توجبکہ واجب الوجود محل اعراض کا نہین ہوسکتا ہے
تو محال ہے واجب الوجود پر الم و لذت **تبصرہ ضد** ایک عرض ہے کہ بعد اوسکے
عارض ہوا وسکے محل کو ایک اور عرض جو منافی ہو عرض اول کی لئے اور ند وہ
شئی ہے کہ ایک دوسرے شئی کی مشارک ہو حقیقت بین اور یہ ثابت ہوچکا ہے
کہ واجب الوجود عرض نہین ہے اور نہ کوئی اور شئی مشارک اوسکے ہے
اوسکے حقیقت بین پس واجب الوجود کی لئے نہ کوئی ضد ہے نہ ند ہے
تکملہ تنویریہ جو لوگ ظلمت یا نور کو یا اون بین سے ایک کو شریک اللہ تعالی کا
خلق اشیاء بین سمجھتے ہین اونکے قول کا غلط ہونا اسوجہ سے بھی ثابت ہے
کہ اللہ تعالی کا کوئی شریک اور ند نہین علاوہ ازین ظلمت و نور ممکنات سے
ہین پس وہ خالق نہین ہوسکتے ہین **اصل** یہ ثابت ہوچکا ہے کہ وجود ممکن کا
بسبب اوسکے غیر کے ہوتا ہے پس بروقت ایجاد ممکن کے نہوگا ممکن موجود
اسواسطےکہ ایجاد موجود کا محال ہے پس ہوگا ممکن اوسوقت معدوم پس
وجود ممکن کا مسبوق یعنے موخر ہے اوسکے عدم سے اور ایسا ...

جسکا عدم اوسپر سابق ہو حدوث کہلاتا ہے اور ایسا جو محدث اور حادث
کہلاتا ہے پس جو لوگ کہ قائل ہیں کہ حوادث غیر متناہیہ کا وجود ہمیشہ سے ہے اونکا
محال ثابت کرنا محتاج نہیں ہے بیان طویل کا بعد اسکے کہ ثابت ہوا ممکن
ہونا حوادث کا جو مقتضی اونکے حدوث کو ہے اور عدم سابق کا ہے اور نہیں ہے
لازم آتا ہے حوادث کے مقدم ہونے ہر موثر پر اگرچہ اثر موجب کا تابع اوسکے
وقت اور واقع یعنے خواہش اور ارادہ کا ہوگا یا نہیں ہوگا بلکہ ثابت ہوگا او
مقتضاے طبیعت کا اور قسم اول کا نام قادر اور قسم دوم کا نام موجب اور وجود
قادر کا موخر ہوگا اپنے عدم سے کیونکہ وہی یعنے خواہش یا ارادہ کرنا قادر کا
خواہش کرنا مگر ایجاد معدوم کا کیونکہ ایجاد موجود اور تحصیل حاصل محال ہے
اور اثر موجب کا اوسکے ساتھ ساتھ ہوتا ہے زمانہ میں کیونکہ اگر اثر موجب کا
موخر ہوا اوس سے زمانہ میں تو ہوگا وجود اثر مذکور کا ضرور ایک شئ پر موقوف
سوائے دوسرے زمانہ کے پس اگر موقوف نہو کسی اور شئی پر سواے موثر
مذکور کے تو ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی اور اگر موقوف ہوگا اثر مذکور کسی
اور شئی پر سواے موثر مذکور کے تو نرہیگا موثر مذکور موثر تام اور یہ خلاف
مفروض کے ہے کیونکہ موثر مذکور تام فرض کیا گیا تھا نتیجہ واجب الوجود
جو موثر ممکنات میں ہے اگر ہوتا موجب تو ہر آئینہ ہوتے ممکنات قدیم کیونکہ
دریافت ہوچکا ہے کہ اللہ تعالی قدیم ہے اور اثر موجب کا اوسکے ساتھ

ہوتا ہے ہر زمانے میں اور لازم ہے یعنے ممکنات کا قدیم ہونا باطل ہے کیونکہ یہ ثابت
ہو چکا ہے کہ ممکنات حوادث ہیں پس ملزوم یعنے واجب الوجود کا موثر موجب
ہونا بھی اسیطرح باطل ہے الزام واجب الوجود فلاسفہ کی نزدیک موثر
موجب ہے اور جو موثر موجب ہوا نہیں ہوتا اثر اوسکا اوس سے پس لازم
آیا یہ الزام فلاسفہ پر کہ جسوقت کوئی شئی عالم سے معدوم ہو جاوے تو معدوم
ہو جاوے واجب الوجود کیونکہ عدم اس شئی کا بسبب عدم کسی ایسی شئی کے
ہوگا جو شرط اوسکے وجود کے ہو یا آنکہ بسبب عدم کسی ایسی شئی کے جو جز یا
اوسکا ہو اور کلام کیا جائیگا اسیطرح عدم میں اس شرط اور جزو سبب کے کہ
آیا عدم اوسکا بوجہ عدم کسی شرط یا جزو یا سبب کے ہوا ہے تا آنکہ منتہی ہو طرف واجب الوجود
کی کیونکہ موجودات تمامہا منتہی ہوتے ہیں سلسلہ وار حیثیت میں طرف واجب لذاتہ
کی پس لازم آئیگی انتہا اس شئی مفروض کے عدم کیطرف واجب الوجود
لذاتہ کے اور بحمد اللہ فلاسفہ کو نہیں مفر ہے اس الزام سے نقض فلاسفہ نے
کہا ہے کہ واحد سے نہیں صادر ہوتا ہے مگر واحد اور جو شبہ اونہوں نے
بطور دلیل اس دعوی پر ذکر کیا ہے وہ مرتبہ غایت رکاکت میں ہے اور اسی
وجہ سے وہ قائل ہوئے ہیں کہ نہیں صادر ہوتی ہے باری تعالی سے بلا واسطہ
مگر عقل واحد اور عقل میں کثرت ہے اور وہی ماہیت عقل کی ہے اور وجوب
بالغیر اور امکان اوسکا اور تعقل واجب یعنے علم واجب کا اور تعقل اوس کے

ذات کا یعنے علم اپنی ذات کا ہے اور اسی سبب سے صادر ہوی ہی عقل مذکور سے
ایک عقل آخر اور نفس اور فلک جو مرکب ہے ہیولے اور صورت سے اور لازم
آتا ہے اون پیہ الزام کہ جو دو موجود فرض کرین عالم مین ہوگا ایک اونمین سے
علت واسطے دوسرے کے بواسطہ یا بغیر واسطہ اور علاوہ ازین تکثرات جو عقل مین
ہین اگر موجود ہونگے اور صادر ہونگے باری تعالی سے تو لازم آئیگا صدور اونہین
تکثرات کا واحد سے اور اگر وہ صادر ہون غیر واجب سے تو لازم آئیگا تعدد واجب کا
اور اگر موجود نہونگے تو نہو[نگی] تاثیر اون کی موجودات مین معقول **اصل** یہ ثابت
ہوچکا ہی کہ فعل باری سبحانہ تعالی کا تابع اوسکے ارادہ کا ہی اور جو ایسا ہو
قادر ہوگا کل مقدورات پر اور عالم ہوگا اونہین کل مقدورات کا کیونکہ
ارادہ ذی شعور سے ہے مصلحت ایجاد یا مصلحت ترک ایجاد کا اور واجب سے کہ
عالم ہو کل ممکنات کا اور قادر ہو کل ممکنات پر کیونکہ تعلق علم باریتعالی اور اوسکی
قدرت کا ساتھ بعض اشیاء کے سوا بعض کے تخصیص بغیر مخصص ہے
اقتضیض ہی جواب **شبہہ** فلاسفہ نے کہا ہے کہ باریتعالی کو نہین ہوتا ہے
علم جزئی زمانی کا ورنہ لازم آئیگا ہونا باریتعالی کا محل حوادث کا کیونکہ علم حصول
ایسے صورت کا ہے جو مساوی معلوم کی ہو ذات مین عالم کے پس اگر
فرض کیا جاے علم باریتعالی کا ساتھ جزئی زمانی کے اوپر ایک وجہ خاص کے
اور بعد متغیر ہو وہ جزئی تو اگر باقی رہے وہی صورت اولی جسطرح پر کہ تھی

توہوجاسے علم جہل اور اگر نہ باقی رہے صورت اوسطرح پر کہ تھی توہوگی
ذات باریتعالی کے محل ایسی صورتون کی جو متغیر ہوتے ہین بسبب تغیر جزئیات
زمانیہ کے اور یہ کلام مناقض اونکے اوس قول کی ہے کہ علم علت کا موجب ہے
علم معلول کا اور یہ کہ ذات باریتعالی علت ہے جمیع ممکنات کے اور یہ کہ باریتعالے
عالم ہے اپنی ذات کا اور عجب ہی یہ امر کہ اونہون نے باوجود دعوی ذکاوت وفطنت کی
کیونکر غفلت کی ہے اس تناقض کے رفع سے پس وہ پانچ امر دن کی درمیان
مین محصور ہین ۱ یا ثابت کرین جزئیات زمانیہ کے لئے علت کہ نہ منتہی ہو سلسلہ
مین طرف علت اولی یعنے باریتعالی کے ۲ یا آنکہ نہ گردانین وہ علم علت کو موجب
واسطے علم معلول کے ۳ یا آنکہ اعتراف کرین عجز کا اثبات مین اس امر کے کہ
باری تعالی عالم ہے اپنی ذات کا ۴ یا آنکہ نہ قرار دین علم کو حصول صورت مساوی
معلوم کا عالم مین ۵ یا آنکہ جائز رکھین ہونا باری تعالی کا محل حوادث کے لئے
اور جواب شبہہ فلاسفہ کا یہ ہے کہ جو ذکر کیا ہے اونہون نے نہین لازم
آتا مگر اس تقدیر پر کہ علم باری تعالی زائد ذات باری پر ہو یعنے علم باری
ایک صفت غیر ذات باری تعالی ہو لیکن جبکہ یہ علم عین ذات باری تعالی ہو
اور ذات باری تعالی سے اوسکو تغائر اعتباری ہو تو نہین لازم آئیگا تغیر
جزئی سے تغیر علم باری تعالی کا کیونکہ ہم جانتے ہین بالضرورت یعنے ببداہت
اس امر کو کہ جسکو علم حاصل ہوتا ہے متغیر کا نہین لازم آتا ہے تغیر سے اوس

متغیر کے تغیر ذات عالم کا متغیر ہونا ثابت ہوا ہے کہ اللہ تعالی کا علم ازلی
عین ذات ہے اور اوس مین تغیر محال ہے پس بدا کا ہونا اس معنے سے کہ اللہ
تعالی کے علم مین تغیر ہو محال ہے مگر جب یہ بھی ثابت ہی کہ خلق اجسام ممکنہ اور
تغیرات مظاہر حوادث عالم بقدرت کاملہ اللہ تعالی ظہور مین آتی ہین اور یہ بھی
ثابت ہی کہ جو تغیرات عالم ظہور مین آتے ہین اونکا ازل سے اللہ تعالی کو علم تھا
اور یہ بھی مسلم الثبوت ہے کہ اللہ تعالی کی جانب سے مناسب مقتضاے
وقت کے تغیر و تبدل احکام ہونا ایک لطف عباد کے نسبت اور بمقتضاے
حکمت واجب ہے بلکہ یہ کل اہل اسلام کا متفق علیہ مسئلہ ہی کہ نسخ اکثر وقوع مین
آیا ہے اور یہ بھی مسلم ہے کہ عذاب قوم یونس پر خدا نے بھیجکر پھیر لیا تو اب
اللہ تعالی کے افعال مین بدا کا ہونا اس معنے سے تسلیم کرنا واجب ہی کہ
بموجب علم ازلی اللہ تعالی کے نہ برخلاف علم مذکور کے خلق اشیاء اور تغیرات
اور انقلابات نظام عالم کے ابتدائے خلقت سے ظہور مین آئی ہین اور نسخ
احکام بھی بموجب علم ازلی بموجب مصالح وقت وقوع مین آیا ہے اور عذاب
بھیجکر بعد ازان اوس نے قوم یونس سے اوسکو دفع کر دیا ہے اور اب بھی
خلق اشیاء اور تغیرات عالم بموجب علم مذکور نہ برخلاف اوسکے ظہور مین
آتی ہین اور آئندہ بھی ایسا ہی ظہور مین آئیگا یعنے جیسا اوسکے علم ازلی
مین گذرا ہے ویسی ہی تاثیرین اوس سے ہمیشہ ظہور مین آتی ہین اور ہمیشہ ظہور

مین آئینگے نہ یہ کہ کسی امر کو کرکے بعد ازان ندامت ہو اور بعد ازان اوسکے
برخلاف کوئی کام کرے نہ یہہ کہ کوئی امر برخلاف اوسکے علم ازلی کے
ظہور مین آئی پس وہ اشیاء کو خلق کرتا ہے اور پھر فنا کرتا ہے معاش کو تنگ
کرتا ہے پھر اوسکو وسعت دیتا ہے بموجب مقتضائے حکمت کے اپنے موت کو
بھیجتا ہے مگر چونکہ اوسکے علم ازلی مین گذرا ہے کہ وہ شخص اگر ایسے خیرات
یا یہہ دعا کریگا بروقت پہونچنے موت کے تو مین اوسکے عمر زیادہ کر دونگا
پس جب بندہ نے ایسے وقت مین وہ کام کیا تو اللہ تعالی عمر اوسکے زیادہ کرتا ہے
بہر حال بدا اس معنی سے کہ تمام امور عظیمہ اور انقلابات دنیا کی بموجب علم
ازلی خدا کی اور بموجب تاثیرات قدرت اللہ تعالی کے دنیا مین وقوع مین
آتی ہین ایک امر ضروری ملت اسلام سے ہے اور ضروری واجب التسلیم ہے
اور یہہ قول یہود کا کہ اللہ تعالی ازل مین جو انتظام کرنا تہا کرچکا اور اب کوئی
تاثیر وہ اس عالم مین نہین کرتا صریح باطل اور غلط ہے فائدہ حق نزدیک
متکلمین کے ہر ایسا موجود ہے کہ نہ محال ہو یہہ کہ وہ قادر و عالم ہو اور باری تعالی
یہہ ثابت ہوا ہے کہ وہ قادر و عالم ہے تو واجب ہوا یہ کہ باری تعالی حی ہو
فائدہ علم باری تعالی کا ایجاد یا ترک مین مصلحت کو موسوم ہے ساتھ ارادہ کے
اور علم اوسکا ساتھ مدرکات کی موسوم بادراک ہے اور علم اوسکا ساتھ مسموعات
اور مبصرات کے موسوم بہ سمع و بصر ہے اور باری تعالی باعتبار انہین

ادراکات کے کہا جاتا ہے مرید و مدرک و سمیع و بصیر نہ باعتبار کسی آلہ جسمانی کی
اصل ہر شئی جو جہت مین ہے محدث ہی اور واجب محدث نہین ہے پس واجب
نہو گا جہت مین اور جبکہ نہوا واجب جہت مین تو وہ ادراک نہین کیا جاتا ہی بذریعہ
آلہ جسمانیہ کے کیونکہ نہین ادراک کیا جاتا بذریعہ آلہ جسمانیہ کی مگر اوسکا جو کہ
کسی جہت مین ہو اور قابل اشارہ حسیہ کا ہو اور جانا جاتا ہے اس سے یہ کہ
وہ نہین مرئے ہوتا یعنے نہین دیکھا جاتا ہے بذریعہ حاسہ بصر کے کیونکہ رویت
یعنی دیکھنا بذریعہ حاسہ بصر کے ممکن نہین مگر ساتھ مقابلہ کی اور مقابلہ نہین
جائز ہے مگر درمیان دو شیئونکے جو حاصل ہون جہت مین اور جو ظاہر روایت
درباب رویت کی وارد ہوی ہے مراد اوس سے کشف تام ہے ھدایہ
باری تعالی قادر ہی جمیع ممکنات پر پس ہوگا وہ قادر اوپر ایجاد حروف و اصوات
یعنی آوازون کی جو منظوم یعنے مرتب ہین جسم جامد یعنے جسم بستہ مین اور وہ ہے
کلام باری تعالی کا ہی اور باری تعالی باعتبار خلق کرنے کلام مذکور کے
متکلم ہے اور جانا جاتا ہے بسبب مرکب ہوئی کلام مذکور کے حروف و اصوات سے
ہونا اوس کلام کا غیر قدیم کیونکہ وہ عرض ہے کہ نہین باقی رہتا ہے پس وہ
کیونکر قدیم ہو گا پس اگر یہ کہا جاوے کہ مراد کلام باری سے حقیقت اوس شئی
کی ہی کہ صادر ہوتی ہین اوس سے حروف اور اصوات اور وہ صفت قدیم ہے
کیونکہ وہ صفت اللہ تعالی کی ہے تو ہم کہین گے کہ ہمنی بیان کیا ہے کہ مصدر

اونہین حروف و اصوات کا نہین ہے مگر ذات باریتعالی اور نہین قدیم سوا اوسکے
پس اگر وہ موافقت کرینگے ہم سے اس معنی مین تو نہین اختلاف ہو مگر لفظ
مین لطیفہ یہ ثابت ہوچکا ہو کہ اللہ تعالی ذات واحد مقدس ہے اور تعدد
وتکثر اوسکے ردای کبریا اور پیرایہ عظمت مین ممکن نہین ہے پس وہ اسم کہ
جو اطلاق کیا جاتا ہے اوسپر بنظر اوسکے ذات کی بغیر اعتبار کسی شئی غیر کے
ساتھ اوسکے نہین ہے مگر لفظ اللہ اور جو سوا اس لفظ کی ہین اسماء سے
یا انکہ اطلاق کیا جاتا ہے اونکا ذات اللہ پر باعتبار ایک اضافت ونسبت کے
طرف کسی غیر کے مثل قادر کی جسکا اطلاق باضافت ونسبت مقدورات کی ہوتا ہے
اور عالم کے کہ اطلاق کیا جاتا ہو باعتبار اضافت ونسبت کی طرف معلومات کے
اور خالق کے کہ اطلاق اوسکا باعتبار اضافت مخلوقات کی ہے اور کریم کے
جو معنے اعز یا جواد یا کثیر الخیر کے ہے اور اطلاق اوسکا اللہ تعالے پر
باعتبار اضافت تمام اشیاء کی ہوتا ہے جنسے وہ اعز ہے یا جنپر اوسکا
جود شامل ہے یا کہ جنکو خیر اور انعام اوسکا شامل ہے اور باری جو کہ معنے
خالق کی ہے اور اسیوجہ سے اطلاق اوسکا بھی مثل اوسکے بنظر اضافت
جمیع مخلوقات کی ہوتا ہے یا باعتبار سلب یا نفی کسی غیر کے اوس سے مثل
واحد اور فرد اور غنی اور قدیم کے یا معًا باعتبار ایک اضافت یعنی نسبت
اور سلب یعنی نفی غیر کے مثل حی وعزیز وواسع ورحیم کے اور نہین جائز

ہی کہ اطلاق کیا جاوے اللہ تعالی پر عارف و فقیہ و عاقل و فطن و طبیب بمعنے
صاحب صناعت طب کیونکہ یہ مثبت ایسے صفات کی ہین جو بنظر ذات اللہ تعالے
کی نقص متصور ہین اور جو اسم کہ لائق جلال اللہ تعالی کی ہے اور مناسب
اوسکے کمال کی لئے ہو اور نہین وارد ہے منجانب اللہ و رسول اللہ صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم و ائمہ معصومین علیہم التحیۃ والثنا کی اجازت اطلاق اسم مذکور
کی جائز ہے اطلاق اوسکا اللہ تعالی پر مگر نہین یہ امر مقتضائے ادب سی
اسواسطیکہ جائز ہے کہ نہ مناسب ہو یہ اطلاق کمال اللہ تعالی کیلئے کسے
ایسے دوسرے وجہ سے کہ نہ جانتی ہون ہم اوسکو اور اگر نہوتی نہایت عنایت
اور غایت رافت اوسکے درباب الہام کرنی اپنی اسماء حسنی کے انبیاء
علیہم السلام کو تو نہ جرأت کرتا کوئی خلق سے اسکے کہ اطلاق کری کسیکو
اوسکے اسماء ہین سے اوسپر ختم وارشاد اسقدر معرفت ذات و صفات
اللہ تعالی سے جو اعظم اصل اصول دین سے ہے بلکہ در حقیقت وہی ایک
اصل دین ہے کافی ہے اسواسطیکہ بذریعہ عقل کے نہین حاصل ہو سکتے ہم
معرفت زیادہ اس سے اور نہین میسر ہوتا ہی علم کلام بین تجاوز اوس سے
کیونکہ معرفت حقیقت ذات مقدس اللہ تعالی کے احاطہ قدرت انام سے
خارج ہے اور کمال الہی اوسکا اعلی ہے اس سے کہ پہونچین اوس تک ہاتھ
قدرت عقول و اوہام کی اور عزت ربوبیت اوسکے اعظم ہے اس سے کہ ملوث ہو

وہ ساتھ خواطر و اوہام کے اور جو کہ ہم دریافت کرتے ہیں نہیں ہے مگر یہ کہ وہ موجود ہے
اسواسطیکہ اگر ہم تجاوز کریں اس سے اور منسوب کریں اوسکو طرف بعض اون
اشیاء کی جو سوا اوسکے ہیں یا آنکہ سلب یعنے نفی کریں اوس سے اونکو جو منافی
اوسکے ہیں تو یہہ خوف ہوگا ہمکو کہ پایا جائے اوسکے لئے اسکی سبب سے
وصف ثبوتی یا سلبی یا کہ حاصل ہوا اللہ تعالی کی لئے نعت یعنی صفت ذاتی
معنوی کہ برتر ہے اللہ تعالی اوس سے بکمال علو مراتب اور جو شخص کہ ارادہ
کری ترقی کا اس مقام سے سزاوار ہے یہ کہ محقق ہوا اوسکے نزدیک یہ کہ آگی
اوسکے ایک شئی ہے کہ اعلی ہے اس مقصد سے پس نہ قاصر ہو ہمت اوسکے
ادراک پر اوس مقصد کے جو اوس نے حاصل کیا اور نہ مشغول ہو عقل اوسکے
جو بلکہ ہو ساتھ معرفت ایسی کثرت کی جو علامت عدم سے ہے اور نہ توقف کری
نزدیک آرایشوں اور زینتوں کثرت مذکورہ کے جو موجب لغزش قدم ہے
بلکہ سزاوار ہے کہ اپنی نفس سے علائق دنیہ کو قطع کری اور موانع دنیویہ کو اپنی
خاطر سے زائل کری اور ضعیف کری اپنی اون حواس قوی کو جو محو ادراک
امور فانیہ ہیں اور حبس کری بذریعہ ریاضت کی اپنی نفس امارہ کو جو محرک ہے
طرف تخیلات واہیہ کی اور متوجہ کری اپنی ہمت کو تمامہا جانب عالم قدس کی
اور قاصر کری اپنی آرزو کو اوپر حصول محل روح و انس کی اور سوال کری
بعد اپنی مجاہدہ کی بخضوع و ابتہال حضرت ذی الجود والافضال سے یہ کہ مفتوح

کری اوسکے قلب پر دروازہ اپنی خزانہ رحمت کا اور منور کری اوسکے قلب کو ساتھ
اوس نور ہدایت کے کہ جسکا وعدہ کیا ہی اوس نی تاکہ مشاہدہ کری اسرار
ملکوتیہ اور آثار جبروتیہ کو اور منکشف ہون اوسکے باطن پر حقائق غیبیہ
اور دقایق خفیہ مگر یہ سب امور وہ قبای پیش بہا ہے کہ نہین قطع کی گئے
قد پر ہر بے قدر کی اور یہ وہ نتایج ہین کہ نہین جاتا ہے اوسکے مقدمات کو سعی نے
ہر صاحب سعی کی بلکہ یہ فضل اللہ تعالی کا ہی کہ دیتا ہی اللہ تعالی اوسی جسکو
چاہتا ہے جعلنا اللہ تعالی وایاکم من السالکین بطریقہ المستحقین لتوفیقہ
المستعدین لالہام تحقیقہ المستبصرین بتجلی ہدایتہ وتدقیقہ
یعنی گردانی اللہ تعالے ہمکو اور تمکو اے ناظرین سالکین سے اپنے طریق کے اور
مستحقون سے اپنی توفیق کے اور مستعدین سے واسطے اپنی الہام تحقیق کے
اور مستبصرین سے ساتھ اپنی تجلی ہدایت وتدقیق کے **تکملہ منہج المعرفتہ**
محقق علیہ الرحمہ نے جو اس مقام پر طریقہ تحصیل معارف الہیہ کا بیان کیا ہے
اوس سے زیادہ کوئی امر کہنا ممکن نہین ہے اور یہ چند فقرہ کلام محقق کے
درحقیقت ایک دریاے ذخار حقایق و معارف پر محتوی ہین اور فی الواقع
یہان ایک دریا کو ایک کوزہ مین بند کرکے دکھلا دیا ہے مگر اس قدر لکھنا
مناسب معلوم ہوتا ہے کہ صفات اللہ تعالی کی تفاصیل پر تفکر و غور صحیح
و مکرر ہر طرح اور خصوصاً نسبت اوس کی آثار قدرت اور متعلقات صفات کے

غور صحیح اور تفکر صحیح و مکر رکے ذریعہ سے اطلاع حاصل کرنا اور صفات
مذکورہ کی آثار عظیمہ پر بشوق صادق نظر غائر عقلی کرکے اوس کے
ذریعہ سے انوار کمالات ازل کو مشاہدہ کرنا در حقیقت عمدہ ذریعہ تحصیل
معارف کا متصور ہے مثلاً اللہ تعالیٰ کا قادر یا خالق یا رازق یا عالم
یا رب یا رحیم یا کبیر یا محی یا ممیت یا لطیف ہونا جو صفات مشہورہ اللہ تعالےٰ
کے ہیں جب ان صفات میں سے کسی صفت کی آثار عظیمہ اور تعلقات
وسیعہ اور کیفیت اور کمیت اور نتائج اور مصالح اور حکم اور استعداد زمانہ
اور لطائف اور محاسن پر بدیدہ دل انسان نظر کرے تو ہر صفت
میں ایک عالم کمال اور ایک عالم نور و حسن و جمال نظر آئیگا مگر یہ مرتبہ
صرف بصیرت کا خیال کرنا چاہئے لیکن جب بوجہ تکرار نظر ایسے باعہائے
ہمیشہ بہار کے اس بصیرت پر آثار مترتب ہونے لگے اور یہ علوم مترتب
الآثار ہوگئے اور اوسکے وجہ سے آدمی کے دلمین ایمان خالص کا
جوش اور اللہ تعالیٰ کی محبت صادق کی بنا محکم پڑگئی اور اوسکی وجہ سے
انسان کے دلمین تعمیل احکام الٰہی اور اوسکی مناہی سے باز رہنے کی
ایک سچی رغبت صحیح پیدا ہوئی تو وہ مرتبہ اولیٰ معرفت اور تقوی کا ہوجاتا
اور بعد ازان جسقدر عبادات اور تلاوت اور ادعیہ اور تفکرات مذکورہ سے
اور نیز اوسکی اللہ تعالیٰ سے دعائے توفیق کرکے یہ محبت اللہ تعالےٰ کی

بڑہائی جائیگی توبشرط انضمام و توفیق اللہ تعالیٰ کی مرتبہ معرفت و تقویٰ
مین ترقی حاصل ہوتی جائیگی اور جہان تک اسکے حق مین بافضال اللہ تعالےٰ
مناسب ہوگا اوسیقدر النسان اس دریاے ذخار فیض سے کامیاب ہوگا
اور یہ امر نہین حاصل ہوسکتا مگر بفضل اللہ تعالیٰ اور بپابندی شریعت غرا
اور بذریعہ تمسک ثقلین یعنے کتاب خدا اور ائمہ ہدا اور علی الخصوص بذریعہ
محبت اللہ تعالیٰ اور ولائے انبیاء و ائمہ ہدا علیہم التحیۃ والثناء کی وعلی
اللہ التکلان ومنہ افاضۃ الہدایۃ والعلم والعرفان
فصل ثانی بیان عدل مین تقسیم ہر فعل یا کہ نفرت کریگی عقل اوس سے
یا کہ نہین اور اول یعنے جو فعل ایسا ہو کہ نفرت کرے اوس سے عقل قبیح
ہے اور دوم یعنے وہ فعل جس سے نہ نفرت کرے عقل حسن ہے اور حسن یا کہ
نفرت کریگی عقل اوسکے ترک سے یا کہ نہین اور اول یعنے جو حسن ایسا
ہو کہ نفرت کرے عقل اوسکے ترک سے واجب ہے اور دوم یعنے وہ حسن
کہ نہ نفرت کرے عقل اوسکے ترک سے مندوب ہے اور اسی وجہ سے
مذمت کرتے ہین عقلا فاعل قبیح اور تارک واجب کے اصل انکار کیا ہے
مجبرہ یعنے اہل جبر و فلاسفہ نے حسن و قبح اور وجوب عقلی کا اور اہل عدل
کہتے ہین ہے اوپہ اس مدعا کے متعدد دلائل ہین اور اولی و انسب اثبات
اوسکا بذریعہ ضرورت اور بداہت کے ہے کیونکہ استدلال ضرور ہے منتہی ہونا

اوسکا طرف اوسی بداہت اور ضرورت یعنے مقدمات بدیہیہ کے اور سبب

اختلاف اور اشتباہ کا حکم مذکورین مشتبہ ہونا اوس چیز کا ہے کہ موقوف

ہوتا ہے اوسپر حکم مذکور تصورات معانی اون الفاظ سے جو محکوم علیہ اور

محکوم بہ ہین اور یہ منافی نہین ہے بدیہی ہونیکو حکم کے کیونکہ ضروری

یعنے بدیہی وہ ہے کہ جب حاصل ہو تصور طرفین کا حاصل ہو حکم بلا ضرورت

کسی واسطہ یعنے دلیل کے بغرض تحصیل حکم کے بلکہ بسبب تصورات

مذکورہ کے اور محل نزاع ایسا ہی ہے کیونکہ جو تصور کریگا حقیقت حسن

وقبیح کو حکم کریگی عقل اوسکے ساتھ نفرت کے نسبت ترک اوّل یعنے

حسن کے اور فعل ثانی یعنے قبیح کے بدون توقف کے اوپر کسی امر آخر کے

اصل واجب الوجود قادر و عالم ہے ساتھ تفاصیل قبائح اور ترک واجبات

کے بموجب اون اصول کے جو قبل ازین مذکور ہوے اور جو شخص کہ ایسا

محال ہوگا اوس سے صدور قبیح اور ترک واجب کا بالضرورت یعنے بالبداہت

اور نتیجہ نکلتا ہے اسکا یہ کہ اللہ تعالی نہین کرتا ہے قبیح کو اور نہین ترک

کرتا ہے واجب کو تکملہ اللہ تعالی کا فاعل مختار ہونا ثابت ہوا ہے تو یہ

ثابت ہوا ہے کہ اللہ تعالی افعال کا ارادہ کرتا ہے اور اسیوجہ سے

یہ کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالی مرید ہے یعنے ارادہ کرنیوالا افعال کا ہے

اور یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ وہ اپنی افعال کے ترک کو بارادہ ترک کرتا ہے

اور یہ کہ افعال قبیح کو بارادہ ترک کرتا ہے اور یہی معنے اسکے ہین کہ اللہ
تعالی اون ترکون اور افعال قبیح سے کراہت کرتا ہے **تکملہ** یہ ظاہر ہو کہ
جو حسن ہو اور واجب نہو اوسکا ترک مرجوح ہوتا ہے اور اوس حسن کا فعل
راجح ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ حکیم سے ترجیح مرجوح جو قبیح ہے محال ہے
تو ثابت ہوا کہ اللہ تعالی فعل حسن کو ترک نہین کرتا ہے **تکملہ** اللہ تعالے
امر حسن کا ارادہ کرتا ہے اور امر قبیح سے کراہت رکھتا ہے کیونکہ یہ ثابت
ہوا ہے کہ اوسکو علم ہر فعل حسن و قبیح کا ہے اور یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ
اوسکے ارادہ سے بہت امور خیر واقع ہوتے ہین اور قبیح سے راضی نہین
ہوتا تو ثابت ہوا کہ اللہ تعالی امر قبیح سے کراہت کرتا ہے **تکملہ** اللہ تعالے
ظالم نہین ہے کیونکہ ظلم قبیح ہے اور اللہ تعالی کسی امر قبیح کو نہین کرتا ہے

اصل افعال جو صادر ہوتے ہین عباد یعنے بندگان اللہ تعالی سے
اوسکے فاعل و موثر وہی عباد ہین بذریعہ اپنے اختیار کے کیونکہ وہ افعال
صادر ہوتے ہین بسبب اونکے ارادون کے اور نزدیک فلاسفہ کے
وہ فاعل اون افعال کے بطور ایجاب یعنے بلا ارادہ ہین اور نزدیک
مجبرہ یعنے اہل جبر کے موجد اوسکا اللہ تعالی ہے کیونکہ نہین کوئی
موثر اونکے نزدیک سواے اللہ تعالی کے اور استدلال کیا ہے
امر اول پر یعنے افعال عباد کے اختیاری ہونے پر ابو الحسن بصری نے

ساتھ ضرورت اور بداہت کے اور یہ استدلال اوسکا بعید صواب سے
نہین ہے اور اگر استدلال کرین ہم اوسپر تو کہین گے کہ اگر کوئی شئی قبیح
ہین سے پائی جاتی ہے عالم ہین تو عباد فاعل اپنے افعال کے ہین اور
ملزوم یعنے وجود بعض قبائح کا ثابت ہے باقرار خصم کے تو اسیطرح وجود
لازم کا بھی اس تقدیر پر ضرور ہے اور بیان ملازمہ کا یہ ہے کہ تمنے ثابت
کیا ہے کہ صدور قبیح کا محال ہے واجب سے پس ہوگا فاعل اوسکا غیر
واجب کا اور جبکہ ثابت ہوا کہ فاعل قبیح کا وہی عبد ہے تو ایسا ہی ہے یعنے
اسیطرح حسن کا بھی فاعل عبد ہے کیونکہ ہم یہ بالضرورت یعنے بالبداہت
جانتے ہین کہ جو فاعل قبیح کا ہے وہی فاعل حسن کا ہے کیونکہ جسنے جھوٹھ
بولا ہے وہی وہ شخص ہے کہ جسنے سچ بولا ہے اور جسکو کہ ابو الحسن اشعری
نے ثابت کیا ہے اور موسوم کیا ہے اوسکو بنام کسب اور منسوب کیا ہے
وجود فعل اور عدم فعل کا طرف اللہ تعالی کے اور نہین قرار دی اون مین
بندہ کیلئے کوئی شئے تاثیر سے وہ قول غیر معقول ہے اسواسطے کہ اگر
وجود کسب کا بتاثیر عبد ہے تو تاثیر غیر اللہ تعالی کی ثابت ہوی اور اگر
محض بتاثیر اللہ تعالی ہے تو پھر جبر ثابت ہوا اور اسناد قبیح کا نسبت
باری تعالی لازم آگیا اور کوئی فائدہ اس ایجاد قول کسب سے نہوا شبہہ
کہا ہے مجبرہ یعنے اہل جبر نے کہ اگر قدرت وارادہ عبد منجانب اللہ تعالی کے

ہونگے اور بدون اونکے ممتنع ہوگا فعل اور باوجود اونکے واجب الصدور
ہوگا فعل تو فعل منجانب اللہ تعالیٰ کے ہے اور لزوم یعنے قدرت اور ارادہ کا
اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہونا ظاہر الثبوت ہے تو یہی حال ہے اوس کے
لازم کا پس جواب یہ ہے کہ نہیں لازم آتا ہے آلہ فعل کے منجانب اللہ تعالے
ہونے سے یہ امر کہ ہو فعل منجانب اللہ تعالیٰ کے انتہائے کار یہ ہے کہ تسلیم
ہوتا ہے اوس سے ایجاب یعنے فاعل موجب ہونا بندہ کا نسبت اسنے
فعل کے جو مذہب فلاسفہ کا ہے لیکن جبر جسکا یہ حاصل ہے کہ صدور فعل کا
عبد سے محض بقدرت اللہ تعالیٰ ہو پس وہ نہیں لازم آتا ہے اور دفع الزام
ایجاب کا اسطرح ممکن ہے کہ ہم کہینگے کہ ہونا آلہ فعل کا منجانب اللہ تعالیٰ
مسلم ہے لیکن فعل عبد کا تابع ہے اوسکے داعی یعنے ارادہ کا پس ہوگا فعل
اوسکا ساتھ اوسکے اختیار کے کیونکہ نہین ارادہ کرتے ہم اختیار سے
مگر اسیقدر اور بعد ظہور اسکے کہ فعل عبد تابع ہے اوسکے ارادہ اگر نام
رکھوگے تم اوسکا ایجاب بسبب ہونے الات کے اللہ تعالیٰ کیجانب سے
تو یہ منازعت تسمیہ مین ہوگی اور نہین مضائقہ ہے اسمین اور ہر شخص مجاز
ہے کہ جو چاہے اصطلاح مقرر کرے اور اگر یہ کہینگے کہ اللہ تعالیٰ خالق
بندوں کا ہے اور اگر وہ نہ خلق کرتا اونکو تو نہوتے افعال اور جب کہ
خلق کیا اللہ تعالیٰ نے اونکو تو صادر ہوے اون سے افعال تو ہوگا

اللہ تعالیٰ فاعل اون افعال کا تو گویہ بھی مثل قول سابق ان اہل جبر کی ہے
اور سہل ہے لیکن نہین مخفی ہے عاقل پر جو نقص اوس مین ہے کیون کہ
کلام فاعل بلا واسطہ مین ہے نہ فاعل بواسطہ مین شبہہ و جواب کہا ہو
اہل جبر نے کہ علم اللہ تعالیٰ کا متعلق ہے ساتھ فعل عبد کے پس ہو گا ترک
اوسکا ممتنع اسواسطے کہ اگر فرض کیا جائے ترک اوسکا بندہ سے تو لازم آئیگا ہونا
علم اللہ تعالیٰ کا جہل اور لازم محال ہے پس ملزوم بھی مثل اوسکے ہے
اور جبکہ ترک فعل بندہ سے محال ہوا تو ہو گا بندہ مجبور کہین گے ہم یہ
ہو ہم ایجاب کا جسکے فلاسفہ قائل ہین یعنی اس صورت مین بندہ سے صدور
فعل ضروری ہو گا لیکن جبر جسکا مدار اسپر ہے کہ فعل بندہ کا اللہ تعالیٰ سے
صادر ہو پس وہ اس تقدیر پر نہین لازم آتا ہے اور لازم آتا ہے اہل جبر پر
مثل اس اعتراض کا فعل باریتعالیٰ مین کیونکہ اللہ کو ضرور علم ازلی اسکے
افعال کا بھی قبل اوسکے حاصل ہے تو اب اگر اون افعال کو اللہ تعالیٰ
ترک کرے تو وہی نتیجہ پیدا ہو گا جو بندہ کے ترک سے لازم آتا ہے اور جس
بیان سے وہ جواب دینگے وہی جواب ہمارا ہو گا علاوہ ازین نہین ہوتا ہے
علم مگر جبکہ مطابق ساتھ معلوم کے ہو پس علم تابع ہو گا معلوم کا پس اگر موثر
ہو علم معلوم مین تو ہو گا معلوم تابع علم کا اور دور لازم آئیگا اور جبکہ علم موثر
نہوا تو نہ لازم آئیگا ایجاب **تکملہ** یہ بھی جواب اس شبہہ کا ممکن ہے بلکہ

یہی اصل جواب متصور ہے کہ علم اللہ تعالی کا صرف مجمل طور پر نہین ہوتا یعنے
اللہ تعالی کو ازل سے یا قبل صدور فعل عبد یا قبل صدور اسکے فعل کے
صرف اسیقدر علم نہین ہوتا کہ عبد سے یہ فعل صادر ہوگا یا آنکہ اللہ تعالی یہ
فعل کریگا بلکہ اوسکو علم تفصیلی ہوتا ہے کہ وہ بندہ کو خلق کریگا اور اسکو
اختیار اور قدرت دیگا پس بندہ کو باوجودیکہ اختیار ترک و فعل کا حاصل ہوگا
وہ اپنے ارادہ سے فعل کو ترک پر ترجیح دیکر فعل کو کریگا اور اسیطرح
اللہ تعالی کو یہ علم تھا کہ وہ اپنے اختیار اور ارادہ سے اپنے تمام افعال کریگا
تو اب بوجہ علم اللہ تعالی کے نہ فعل عبد مین اور نہ فعل اللہ تعالی مین کسی
طرح شبہہ جبر وایجاب کا ممکن ہے بلکہ اسصورت مین صادر ہونا افعال
عباد کا باختیار عباد اور افعال اللہ تعالی کا باختیار اللہ تعالی بموجب علم
اللہ تعالی کے ضروری ہوگا پس بعد ایسے جواب شافی کے ممکن نہین کہ
یہ قول امام فخر الدین رازی کا صحیح متصور ہو جو اونہون نے نہایۃ العقول
مین لکھا ہے کہ اگر جمع ہو نگے کل عقلا تو نہ قادر ہونگے اسپر کہ جواب
دین اسکا مگر بذریعہ التزام مذہب ہشام کے جو یہ ہے کہ اللہ تعالی کو
نہین علم ہوتا اشیاء کا قبل اونکے وقوع کے کیونکہ یہ جواب بلا تسلیم مذہب
ہشام اور بخاص باثبات علم ازلی اللہ تعالی کی دیا گیا ہے فالحمد ثم
الحمد للہ تعالی شانہ اسوقت کہ ثابت ہوا کہ بندہ کیلئے افعال اختیاری

ہین تو جو فعل ایسا ہو کہ اوسکی وجہ سے بندہ مستحق مدح یا ذم ہو یا جسکی
نسبت یہ اوس سے کہنا صحیح ہو کہ کیون کیا تو نے یہ فعل تو وہ فعل اوسکا
ہی اور جو سوا اوسکے ہی پس وہی فعل اللہ تعالی کا **اصل** جب یہ ثابت
ثابت ہوا یہ امر کہ فعل باریتعالی کا تابع ہی اوسکے داعی یعنے ارادہ کا
اور وہی علم ہی مصلحت فعل یا ترک کا تو افعال اللہ تعالی یکے نہ خالی
ہون گے مصالح سے یعنی یہ کہ اللہ نہین کرتا کسی فعل کو مگر واسطے کسی
ایک غرض کے اور جبکہ یہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالی کامل بذاتہ ہی اور مستغنی
ہی غیر سے تو یہ مصالح نہ عائد ہون گے طرف ذات اللہ تعالے کے
بلکہ عائد ہون گے طرف اوسکے عباد کے اور جسوقت کہ یہ ثابت ہوا کہ افعال
اوسکے واسطے مصالح اوسکے عباد کے ہوتے ہین تو ثابت ہوگا بطریق
عکس کے یہ کہ جس مین کچھہ فساد ہے بہ نسبت عباد کے وہ نہ صادر ہوگا
اللہ تعالے سے **تبصرہ** ہمنے بیان کیا ہی حقیقت ارادہ اللہ تعالی کو جو
واسطے فعل ذات اللہ تعالی کے ہوتا ہی لیکن ارادہ اللہ تعالی کا واسطے
افعال عباد کے پس امر کرنا ہی اوسکا اونکو ساتھہ اونھین افعال کے
اور امر کرنا ساتھہ قبیح کے متضمن ہے فساد پر تو اللہ تعالی نہین امر کرتا ہی
قبیح کا اور ہمنے بیان کیا ہی کہ وہ نہین کرتا ہی قبیح کو تو وہ نہین راضی
ہوتا ہی ساتھہ قبیح کے کیونکہ راضی ہونا ساتھہ قبیح کے مثل فعل قبیح کے

قبیح ہی تفسیر جو کہ وارد ہوا ہے کسی روایت مین کہ اللہ تعالی خالق خیر و شر
اوس مین مراد شر سے وہ چیز ہی کہ مناسب طبائع نہو اگرچہ وہ شامل
مصلحت مفید پر ہو **تکملہ** یا آنکہ یہہ کہا جائے کہ مراد اوس سے خالق ہونا
اللہ کا ہی شرور کو بواسطہ خلق اونکے فاعلون کے یا آنکہ مراد خلق سے
خلق تقدیری ہے جس سے مراد صرف یہ ہی کہ علم ازلی اللہ تعالے
مین وقوع اون شرور کا گذرا ہی جیسا بعض علما نے اوسکی تصریح
کی ہے **تکملہ** طینت کی خوبی اور بدی جو احادیث مین مذکور ہے اور یہہ
تصریح ہوئی ہے کہ مومن طینت خیر سے خلق ہوئے ہین اور کفار طینت
بد سے اور اوسکے سوا یہ بہی ثابت ہوتا ہے بعض احادیث سے کہ ہر
مولود فطرت اور خلقت اسلام پر خلق کیا گیا ہے جس سے طینت
حقیقی سب کی اچہی ثابت ہوئی ہی اور علاوہ ازین طینت کی بھلائی برائی
کی صورت مین بندہ کی مجبوری کا التزام اور ذریعہ ظلم کا خلائق پر متصور
ہوتا ہی اسیوجہ سے اہل بحث کو علما نے مباحث مشکلہ سے
خیال کیا ہے مگر بنظر عدل کامل اللہ تعالی کے یہ تسلیم کرنا ضروری کہ
طینت کی بھلائی اور برائی کو ایسا دخل افعال مین نہین ہے کہ بندہ
کسی امر کے لئے مجبور ہو جائے بلکہ اوسکا اثر صرف بقدر میلان ممکن التسلیم
ہی اور ممکن ہے کہ یون جمع کیا جائے ان احادیث کا کہ جب اللہ تعالی

حکیم مطلق ہی اور قبیح کو ہرگز پسند نہین کرتا ہے تو جو مخلوقات اللہ تعالے کے
ہین وہ سب فی حد ذاتہ خیر محض ہین پس قوی انسانی درحقیقت خدا نے
مائل الی الخیر خلق کیے ہین اور اسی وجہ سے یہ صحیح کلام ہے کہ ہر مولود فطرت
اسلام پر مخلوق ہے اور چونکہ یہی قوی مبادی افعال ہین اور انھین قوی
کی وجہ سے مومن کی جانب سے افعال حسنہ کا بتصرف حسن صدور ہوتا ہے
اور کافر سے بوجہ انھین قوی کے بوجہ سوء تصرف کے افعال قبیح سرزد
ہوتے ہین تو احادیث طینت کا حاصل یہ ہو سکتا ہے کہ مبادی
افعال و قوی جو مخلوق ہوے ہین مومنین مین وہی ایک طرح پر اونکے
حق مین مبادی خیر ہین اور اسیطرح طینت طیبہ متصور ہین اور دوسرے
طرح پر وہی مبادی مبادی شرور بوجہ سوء اختیار و تصرف کے
کفار کے حق مین ہوکر مبادی شرور کے ہو جاتے ہین اور اسوجہ سے
وہ اونکے حق مین طینت خبیثہ متصور ہین یا یہ کہا جاے کہ حدیث
فطرت مین اشارہ ہے طرف بالطبع مائل الی الخیر ہونے قوی عقلی
انسان کے اور حدیث طینت مین اشارہ ہے طرف میلان امزجہ
مختلفہ انسانی کے طرف خیر یا شر کے اور یہ ظاہر ہے کہ امزجہ معتدلہ
مائل الی الخیر ہوتے ہین اور علی ہذا القیاس جو اقرب الی الاعتدال
ہون برخلاف اسکے امزجہ غیر معتدل مائل الی الشر ہوتے ہین بقدر میلان کے

٣٦

قدرت و حد اعتدال سے اور یہ تاویل بظاہر زیادہ تر انسب ہی **تکملہ** خلق
کرتا عباد کا جس سے قدرت کاملہ و عظمت صانع اور فیض وجود اتم اوسکا
ثابت ہو ایک امر راجح بمقابلہ عدم خلق کے ہی پس ایجاد عباد و خلق بنظر
حکمت اللہ تعالی کے واجب ہی تاکہ نہ لازم آئی ترجیح مرجوح یعنی عدم
خلق کی **تکملہ** چونکہ اجزای فلکیہ اور ناریہ اور ہوائیہ بوجہ اونکے
لطافت کے زیادہ تر لیاقت قبول حرکات و سکنات اور ادراکات
کی ہی بمقابلہ پانی اور مٹی کے تو پیدا کرنا اجسام ذی ارواح ادراکات کا
افلاک نار و ہوا سے اولی و ارجح ہی بمقابلہ خلقت اجسام ذی ارواح کے پانی
اور مٹی سے تو بنظر حکمت اللہ تعالی کے خلق ہونا ایسے اجسام کا ضرور ہے
جو ملائکہ اور جن اور شیاطین ہین اور چونکہ اصل مادۂ فلکی اور ناری اور
ہوائی بوجہ لطافت نظرائی نہین دیتا تو ان اجسام کا نظرائی نہ دینا ضرور ہے
اور معہذا قران اور احادیث سے وجود ایسے اجسام کا ثابت ہی پس اسطرح
ایمان وجود ملائکہ کا بھی واجب ہی **تبصرہ** تکلیف کرنا باریتعالی کا اپنے
عباد کو یعنی امر کرنا باریتعالی کا ہی عباد کو ساتھہ اوس چیز کے کہ اوسمین
اونکی مصلحت دین و دنیا ہی اور نہی کرنا اوسکا اوس سے جسمین کوئی
مفسدہ اونکے حق مین ہو اور یہ منافی حکمت نہین ہے بلکہ عین مقتضائے
حکمت ہے اور اگرچہ اوس مین مشقت ہو تو وہ نہ ہو گا

قبیح اور غرض تکلیف سے تعمیل کرنا عبید کا ہے ساتھہ اوس چیز سے کہ تکلیف
دی گئی ہی اوسکی پس تکلیف اوس چیز کی کہ جس سے بندہ کو طاقت
نہین ہے حسن نہوگی کیونکہ تعمیل اوسکی ممکن نہین ہی اصل
جسوقت کہ جانا باری تعالی نے کہ عباد نہین تعمیل کرین سے
تکلیف کی مگر بسبب ایک فعل حسن کے کہ جسکو اللہ تعالی کریے تو واجب
ہوگا صدور ایسے فعل حسن کا باریتعالی سے تاکہ نہ منتقض ہو غرض تکلیف
کی اور صدور ایسے فعل حسن کا موسوم بلطف ہے تو ہوگا لطف
واجب باریتعالی پر بنظر اوس کی حکمت تامہ کے فصل ثالث بیان
نبوت و امامت مین جبکہ غرض خلق عباد سے ہوئی مصلحت اونہین
عباد کی پس تنبیہ کرنا اونکو اون کے مصالح اور مفاسد پر ایسے
امور کے باب مین کہ جس مین عقول اون کے مستقل و رکافی ادراک
مفاسد و مصالح کے لئے نہین ہین ایک لطف واجب ہے اور علاوہ اون
جبکہ ممکن ہی بسبب کثرت حواس و آلات عباد کے اور اختلاف اونکے
دواعی یعنے خواہشون اور ارادون کے وقوع شر و فساد کا
اثنای ملاقات و معاملات عباد مین تو متنبہ کرنا بندون کا اوپر اون کے
کیفیت معاشرت کی اور اونکے حسن معاملت کی اور اون کے انتظام
امور معاش کی کہ جس کا نام شریعت ہے ایک لطف واجب ہی اللہ تعالی پر

اور چونکہ اللہ تعالی قابل اشارہ حسیہ نہین ہی تو تنبیہ اونکی بغیر واسطے
کسی مخلوق کے جو مثل اونکے ہو غیر ممکن ہی پس بعثت رسل یعنے
مبعوث کرنا رسولون کا واجب ہی اصل ممتنع ہونا وقوع قبائح کا اور
خلل کرنے کا ساتھ واجبات کے رسولون سے اس طرح پر کہ نہ خارج
ہون وہ حد اختیار سے تاکہ نہ منتصر ہون اونسے عقول خلق کے
اور مثاب ہون وہ بسبب اوس کے کہ وہ لاتے ہین منجانب اللہ تعالی
کے ایک لطف ہے حق بین عباد اور انبیا کے پس ہوگا واجب اور یہ
لطف عصمت ہی پس ہر رسول معصوم ہین تکملہ انبیا علیہم السلام جب
کہ معصوم ہین جیسا ثابت کیا گیا تو اونسے صدور معاصی ممکن نہین اور
جو قضیہ حضرت آدم ع در باب کہانے گیہون کے مذکور ہی یا جو قصہ حضرت
داؤد ع کا در باب نکاح کرنے زوجہ اوریا کے مذکور ہی اور اسی طرح کا
جو امر ثابت ہوا ہی وہ درحقیقت صرف صدور ترک اولی کا تہا اور وہ
کوئی معصیت نہ تہی مقدمہ ہر مبعوث منجانب حضرت اللہ تعالی
کی طرف سے کسی قوم کے اگر نہ موئد ہو ساتھ ایک ایسے امر کے جو خارق
عادت ہو اور خالی ہو معارضہ سے اور مقرون ہو تحدی یعنی طلب معارضہ
سے اور موافق ہو ساتھ دعوی مبعوث مذکور کے تو نہوگی عباد کو کوئی سبیل
طرف اوس کے تصدیق کی اور نام رکہا جاتا ہے اس کا معجزہ پس ظہور

معجزات رسولونکے لئے واجب ہی بغرض تکمیل غرض بعثت سے کے

تکملہ اول چونکہ قبل زین ثابت ہے مختلف مین بعثت انبیاء و رسل

واجب تھے بطور لطف لہذا بہت انبیاء و رسل قبل از ین مبعوث ہوئے

ہین جنکا ایمان لانا واجب ہی تکملہ دوم جبکہ ارسال کتب متضمن اوامر

و نواہی ضروری اور محتوی معارف و مواعظ ضروریہ ایک لطف ہے

حق عباد مین بغرض اونکے ہدایت کے اور اسیوجہ سے ارسال کتب

مذکورہ واجب ہی اور باوقات مختلف بہت سے کتب مرسل ہوئے

ہین تو اونکا ایمان لانا ضروری ہی اصل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب ابن ہاشم ابن عبدمناف رسول ہین

کیونکہ اونہون نے دعوی کیا نبوت کا اور ظاہر کیا معجزات کو لیکن دعوی

پس معلوم ہی بذریعہ تواتر یعنے تواتر روایات کے لیکن معجزات پس

کثیر ہین اور اظہر اونمین سے قران ہی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے تحدی یعنے طلب معارضہ کیا ساتھہ اوسکے عرب سے اور عاجز

رہے عرب اوس کے معارضہ کرنے سے باوجودیکہ اون کے لئے

دواعی اور اسباب و محرکات معارضہ بکثرت موجود تھے اور اونکو

فصاحت بافراط حاصل تھے اور ابتک نہین قادر ہوا کوئی فصحای عرب سے

اوپر ترکیب کمالات کے اوپر منوال و طریقہ قران کیے پس ہوا وہی قران

معجزہ پس ہین محمد صلی اللہ علیہ و آلہ نبی برحق تکملہ قران جسطرح بوجہ فصاحت
معجزہ ہی وہ بوجہ کثرت علوم صحیحہ اور کثرت برکات و تاثیرات عجیبہ اور کثرت
اخبار غیب اور تکمیلات شرعیہ کے بھی معجزہ ہی تکملہ معراج جسمانی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ کے یعنی جانا حضرت کا تا بمنازل قرب عرش الہی ایک بہت
قلیل زمانہ مین بحالت بیداری بجسم شریف ایک امر ممکن ہی اور روایات
صحیحہ اس باب مین منقول ہین پس یہ امر حق ہی اور بہت سے مصالح پر
محتوی ہی مثل اظہار عظمت شان حضرت کے اور یہ کہ حضرت کو علم
عیانی معارف حقیقہ کا حاصل ہو جاوے اور یہ کہ اوسکے اظہار سے امتی
ایمان کامل کا بھی ہو جائے ہدایہ جبکہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ
نبی ہین تو واجب ہی یہ کہ ہوں معصوم اور تمام جسکو کہ وہ لائے ہین
اور نہین معارض ہی اوسکے لیے عقل واجب ہی تصدیق اوس کی
اور اگر نقل کیجائے اونحضرت سے کوئی ایسی شئے کہ معارض ہو جسکے
لئے عقل تو نہین جائیز ہوگا انکار اوس کا بلکہ اوس مین توقف کیا جائیگا
یہانتک کہ اوسکا سر و راز ظاہر ہو اور شریعت اونکے جو ناسخ ہی واسطے
تمامی شرائع کے اور باقی رہے گی تا بقائے دنیا واجب ہے اطاعت
اوسکی اور تعمیل اوسکے احکام کی **اصل** جبکہ ممکن ہی بعد نبی وقوع شر
و فساد اور ارتکاب معاصی کا خلق سے تو واجب ہی حکمت اللہ تعالی مین اسلیے وجود

ایک رئیس کا کہ غالب ہو اور آمر ہو معروف یعنی نیکی کیلئے اور ناہے ہو
منکر کے لئے اور مبین ہو اوسکی لئے جو مخفی رہے امت پر غوامض شرع
مین سے اور نافذ کرنیوالا ہو واسطے احکام شرع کے تاکہ امت صلاح
سے اقرب اور ابعد ہو فساد سے اور محفوظ رہین فتنون اور
فساد کے وقوع سے کیونکہ وجود ایسے رئیس کا لطف ہی اور یہ ثابت
ہو چکا ہے کہ لطف بنظر حکمت کے اللہ تعالے پر واجب ہے اور یہ لطف
موسوم بامامت ہے پس امامت واجب ہو گی تکملہ جبکہ علت حاجت
خلق کے طرف امام کے یعنے محتاج ہونا اونکا طرف امام کے اپنی ہدایت
مین موجود ہے ہر زمانہ مین واجب ہے وجود امام کا ہر زمانہ مین اصل اور
جبکہ علت حاجت کی طرف امام کے عدم عصمت خلق ہے تو واجب ہوا یہ کہ ہو
امام معصوم کیونکہ اگر وہ نہو معصوم تو نہ حاصل ہو گی غرض حکیم کی اصل جبکہ عصمت
امام کی غیر مودی ہی طرف الجای خلق کی یعنی طرف مجبور کرنے خلق کے اور صلاح
کے تو ممکن ہے وقوع فتنہ اور فساد کا سبب کثرت ائمہ کے تو ہو گا
امام واحد تمامے اقطار دنیا مین اور استعانت کریگا وہ ساتھ اپنے
نائبون کے جو اون اقطار مین ہون تکملہ جبکہ نصب امام کا اللہ تعالے
کیجانب سی بغرض ہدایت خلق کے ہے تو واجب ہو گا خلق پر حاصل
کرنا معرفت امام کا اور اطاعت کرنا امام کے اور جو مخالفت کرین امام کے

وہ فاسق ہونگے اور جو اوس سے لڑین وہ ضرورہ کافر ہوے بموجب احادیث
متفق علیہ کے جسمین سے ایک یہ ہے کہ مَنْ مَاتَ وَلَمْ یَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِهٖ مَاتَ
مِیْتَةً جَاهِلِیَّةً یعنے جو مرے اور نہ پہچانے اپنے زمانہ کے امام کو وہ کفر کی موت
مریگا بلکہ اس سی لازم کفر باطنی مخالفین کا بھے ثابت ہوتا ہے ہدایہ
جبکہ عصمت ایک امر مخفی ہے کہ نہین مطلع ہوتا اوسپر مگر علام الغیوب تو نہین ہے
خلق کے لئے کوے طریق معرفت معصوم کا پس واجب ہے کہ ہو امام ایسا
کہ نص یعنے تصریح کی ہو اوپر اوسکی امام ہونیکے اللہ تعالے انے یا نبی نے
یا اوس امام سنے جو قبل اوسکے ہو تکملہ اگر رعیت کو اختیار نصب
وتعیین امام کا حاصل ہو تو ممکن ہوگا کہ ہو شر فساد بوجہ وقوع خطا
کے انتخاب مین یا بوجہ اختلاف آرا نسبت انتخاب کی یا بوجہ انتخابات
متعددہ کے پس رعیت کو اختیار انتخاب کا حاصل نہو گا الف **مقدمہ**
جب کہ ثابت ہوا کہ کوئے زمانہ امام معصوم سے خالے نہین ہوتا تو جس
امر پر متفق ہوگی کل امت بیچ کسی عصر کی اور مخالف نہو عقل کے وہ
امر حق ہوگا **اصل** جب کہ ثابت ہوا وجوب عصمت امام کا اور نہین
ثابت ہوئے عصمت غیر ائمہ اثنا عشر سے یعنے غیر دوازدہ امام علیہم السلام
کے باتفاق مخالفین کے تو ثابت ہوے امامت ائمہ اثنا عشری علیہم السلام
کے بسبب اون کے عصمت کے پس واجب ہوے اطاعت ومتابعت

اون کے سر داغ پر **تکملہ** بہت سی احادیث سے ثابت ہی کہ صرف
جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ و آلہ نے اپنا جانشین اور وصی اور بعد اپنے خلیفہ مقرر کیا اور متعدد آیات
قرآنی بھی اسپر دلالت کرتے ہین پس جناب امیر علیہ السلام بموجب
نص منجانب اللہ تعالی اور منجانب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ بعد رسول
اللہ کے بلافصل خلیفہ اور امام برحق ہین اور بہت سے احادیث فریقین مین
یہ تصریح ہی کہ بارہ خلیفہ اور امام بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ کے ہون گے
اور وہ اولاد رسول اللہ ص اور اولاد جناب امیر علیہ السلام سے ہونگے
اور بعض مین کل اسماء ائمہ اثنا عشر علیہم السلام کے بصراحت مذکور ہین
اور بعض مین صرف اسمار جناب امیر علیہ السلام اور جناب امام حسن علیہ
السلام اور جناب امام حسین علیہ السلام کے ذکر کرکے بعد ازان یہ لکھا ہے
کہ باقی نو امام اولاد سے جناب امام حسین علیہ السلام کے ہونگے اور بہت سے احادیث
سے ثابت ہی کہ ہر امام سابق نے امام مابعد کے ہونیکے باب مین نص ہی
کردی تھی تو اس وجہ سے بھی امامت ائمہ اثنا عشر علیہم السلام
بخوبی ثابت ہی جنکے اسمار مبارک یہ ہین اول امام حضرت علی ابن ابیطالب
دوسرے حضرت امام حسن ابن علی تیسرے حضرت امام حسین ابن علی چوتھے
امام حضرت علی ابن الحسین پانچوین امام حضرت محمد ابن علی چھٹے امام حضرت جعفر ابن محمد

ساتوین امام حضرت موسیٰؑ ابن جعفرؑ آٹھوین امام حضرت علیؑ ابن موسیٰؑ نوین امام حضرت محمدؑ ابن علیؑ دسوین امام حضرت علیؑ ابن محمدؑ گیارہوین امام حضرت حسنؑ ابن علیؑ بارہوین امام حضرت محمدؑ ابن الحسنؑ **تکملہ** امام کو قدرت معجزہ کی عطا ہونا جسکے ذریعہ سے وہ اپنی امامت اور رسالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بمقابلہ مخالفین ہر طرح ثابت کر سکے ایک لطف عباد کے حق مین متصور ہے اور عمدہ ذریعہ بندون کی ہدایت کا ہے پس یہ لطف بھی اللہ تعالی پر بنظر اوسکی حکمت کاملہ کے واجب ہے **تکملہ** ائمہ اثنا عشر علیہم السلام نے بروقت ضرورت بہت سے معجزات دکھلائے اور اسوجہ سے بھی امامت اونکی بخوبی ثابت ہے پس وہی سب ائمہ برحق ہین **فائدہ** سبب حرمان خلق کا حضور امام زمان سے نہین منجانب اللہ تعالی کے کیونکہ اللہ تعالی نہین کرتا کوئی امر مخالف مقتضای حکمت کے اور نہ منجانب امام کے بسبب اوسکی معصوم ہونیکے پس ضرور ہے کہ ہو یہ سبب منجانب اوسکی رعیت کے اور جب تک یہ سبب غیبت کا موجود رہیگا نہ ظاہر ہونگے امام اور حجت بعد رفع کرنے علت مانع کے اطاعت سے اور ظاہر کردینے حقیقت کے قائم ہو جائیگی اللہ تعالے کیلئے اوپر خلق کے کیونکہ جو اللہ تعالے پر واجب تہا وہ اوسنے کردیا اور عدم ظہور بوجہ عدم انقیاد خلائق کے واقع ہوا اور استعداد

اوس کی طول عمر مین بعد ثبوت امکان اور وقوع طول عمر کے اوسکے
غیر کے حق مین مثل نوح اور حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہم السلام سے کے
صریح جہل ہے **تکملہ** استبعاد بوجہ اختفار امام کے بہی صحیح نہین ہے
جبکہ یہ حضرت عیسیٰ و حضرت خضر علیہم السلام کے حق مین مسلم الثبوت ہے
تبصرہ ہرگاہ انبیاء اور ائمہ ایسے اشخاص ہین کہ امت اونکی جانب
تعلم اور تادب مین محتاج ہین تو واجب ہی یہ کہ ہون وہ اعلم اور
اشجع اور جب کہ ہین وہ معصومین تو واجب ہی یہ کہ ہوون اقرب بہ نسبت
تمام آدمیون کے اللہ تعالے کیجانب اور چونکہ امام رعیت نبی سے ہے
تو واجب ہی یہ کہ ہو نسبت نبی کے فضل مین طرف امام کے مثل نسبت
امام کے طرف رعیت کے **تکملہ** صحابہ کی مدح مین بیشک متعدد آیات
قرآنی اور احادیث ہین مگر برخلاف اسکے بہت سے آیات اور احادیث
سے یہ بخوبی ثابت ہے کہ اونمین اہل نفاق بہی شریک تھے تو اب
دونون قسم کے آیات و احادیث کو باہم ملانے سے یہ ضرور واجب التسلیم
ہی کہ کچھہ صحابہ لائق مدح و ثنا و کچھہ مصداق آیات اور احادیث
ذم سے تھے پس یہی عقیدہ درحقیقت درباب صحابہ کے حق ہی کہ دونون
قسم کے آیات و احادیث کی مصداق اونمین موجود تھے اور ممدوحین
صحابہ بعد اہلبیت علیہم السلام کے اول درجہ کے مومنین تسلیم ہونا

چاہیے اور یہی نتیجہ فریقین کے اصول کا او سوقت لائق تسلیم ہوسکتا ہے
جبکہ بلا تعصب و نفسانیت ایسے مسائل مین غور کیا جاے مگر معیار
ممدوح ہونے صحابہ کا ضرور یہ ہی کہ جس نے خلاف احکام رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہین کی اور ہمیشہ بموجب آپکی وصیت
کے تمسک قران اور عترت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
کیا ہی وہی صحابہ ممدوحین ہین

فصل رابع بیان معادمین جانو کہ

اللہ تعالی نے خلق کیا انسان کو اور عطا کیا اوسکو علم و قدرت و ارادہ
و ادراک اور قوی مختلفہ اور گردانا ہی اوسکے زمام اختیار کو
اوسکے ہاتہہ مین اور اوسکو تکلیف دی ہی تکالیف شاقہ کی اور
مخصوص کیا ہی اوسکو ساتہہ الطاف خفیہ و جلیہ کے واسطے ایک
غرض کے جو عائد ہوگی طرف اوسکے اور نہین یہ مگر ایک نوع ایسے
کمال کا جو نہین حاصل ہوسکتا مگر بذریعہ کسب کے اسواسطے کہ اگر
ممکن ہوتا یہ امر بلا واسطہ تو خلق کرتا وہ اونکو متصف اوسی کمال کے
ساتہہ ابتداءً اور جبکہ دنیا دار تکلیف ہی تو وہ دار کسب ہے اور
ضرور ہی کہ زندہ رہے انسان ایک مدت تک کہ ممکن ہو تحصیل ایسے
کمال کی بیچ اوس مدت کے اور بعد ازان رجوع کرے طرف
دار جزا کے اور نام رکہا گیا ہے اوسکا دار آخرت مقدمہ وہ چیز

کہ جس کیطرف انسان اشارہ کرتا ہی جبکہ وہ لفظ انا کہتا ہی جس کے
معنی مین کیے ہین وہ جوہر مجرد ہی یعنی ایک موجود بالذات اور مجرد
مادہ اور جسمیت سے کیونکہ اگر عرض ہوتا تو ہر آئینہ محتاج ہوتا ایسے محل کا
جو متصف ہوتا ساتھہ اوسکے اور نہین متصف ہوتی کوئی شئی ساتھہ
انسان کے بالضرورت یعنے بالبداہت بلکہ وہ متصف ہوتا ہی ساتھہ
اوصاف کے جو غیر اوسکے ہین تو انسان جوہر ہی اور اگر وہ صاحب وضع
یعنی قابل اشارہ حسیہ ہوتا تو ہوتا وہی بدن یا کوئی شئی اوسکے جوارح
یعنی اعضا سے جو نہین متصف ہوتے ساتھہ علم کے لیکن وہی انسان
بالضرورت و بالبداہت متصف علم کے ساتھہ ہوتا ہی تو انسان ہوگا
جوہر مجرد عالم اور بدن اور تمامی جوارح آلات اوسکے ہونگے اوس کے
افعال مین اور ہم نام رکھتے ہین اوسے جوہر مجرد کا اس مقام ذکر معاد
مین روح **تکملہ** یہ قول کہ یہ نفس ناطقہ اور روح انسانی جوہر مجرد ہے
جسکی تصریح یہان محقق علیہ الرحمہ نے کی ہی قول ایک جماعت متکلمین اور
علی العموم جمیع حکماے نامی کا ہی مگر ایک دوسرا قول یہ ہی کہ نفس ناطقہ
اور روح انسانی جسمانی ہی اور اسیکے قائل ایک جماعت کثیر متکلمین کے
ہی اور قران و احادیث کا ظاہر بہی یہی معلوم ہوتا ہے اور اسمین
بہت سے دلائل قائم ہو سکتے ہین بلکہ اس باب مین دعوی بداہت عقل کا

ممکن ہی کہ فی الواقع نہین ہی وہ شی جسپر مدار علم و حیات انسانی کا ہی خارج جسم
انسان سے اور یہ لائق تسلیم نہین ہی کہ کوئی جسم کیسا ہی لطیف ہو متصف علم
کے ساتھہ نہین ہو سکتا ہی اور جو لوگ روح انسانی کو جسمانی کہتے ہین اونمین بہت
اختلافات ہین اسباب مین کہ وہ کل جسم انسان ہے یا کوئی جزو جسم انسان کا ہی لیکن
قول اقرب الی الصواب یہ ہی کہ وہ ایک جزو لطیف جسمانی ہی جو تمام اعضا مین ساری ہے
اور وہ مدار علم و حیات انسان کا ہی اسباب مین بہی اختلاف ہی کہ مادہ اوسکا کیا ہے
بعض اوسکو جسم ہوائی بعض جسم ناری اور بعض عناصر اربعہ کہتے ہین اور بعض
کا قول ہی کہ وہ اجسام نورانیہ سماویہ لطیفۃ الجواہر ہین جنکی طبیعت زیادہ تر مشابہ
ضوء آفتاب سے ہی اور وہ تحلل و تبدل اور تفرق و تمزق کو قبول نہین کرتے
اور جب بدن پیدا ہو جاتا ہی اور مستعد قبول روح کا ہوتا ہی تو بحکم اللہ تعالی
یہ اجسام سماویہ اوسمین نفوذ کر جاتے ہین مثل نفوذ آگ کے کوئلہ مین اور
مثل نفوذ تیل کے تل مین اور مثل گلاب کے پہول مین مگر ممکن
ہی کہ یہ کہا جائے کہ بنظر اوسکے نورانی ہونے کے اور بنظر اوسکے کمال
لطافت کے اور نیز بعض احادیث خلقت روح اور خلقت نور محمدی صلی اللہ
علیہ و آلہ پر نظر کر کے یہ گمان ممکن ہی کہ ارواح انسانی کا مادہ خلقت مشابہ ہی مادہ
افلاک اور کواکب اور اون انوار سے جو کہ زیر عرش مخلوق ہوئی ہین اور
باختلاف مراتب ارواح انھین مواد مین سے کسی مادہ کے مشابہ مادہ سے

پیدا ہوتی ہیں اور یہ قول درحقیقت بہت قریب ہے اوس قول سے جنہیں
لوگون کے حشر اجسام اور ... تسلیم کیا ہے لیکن اس باب میں حکم قطعی ممکن
نہیں ہے کیونکہ یہ اسرار حکمت اللہ تعالی کی ہیں اور اسمین غور سواے حیرت کے
کچھ فائدہ نہیں رکھتا اور اسیوجہ سے جب سوال کیا گیا تھا روح کی
نسبت تو قرآن میں یہی جواب مرحمت ہوا کہ قل الروح من امر ربی
یعنے کہدے کہ روح حکم یا فعل میرے رب کا ہے اور یہ معنی اس مقام میں غور کرنے نہیں
زیادہ قطعی ممکن ہے پس کچھ ضرورت زیادہ غور کی نہیں اور بنظر اس کے
کہ روح انسان فی الواقع ایک عالم صنعت اور ایک عالم حکمت ہے یہ کہنا کافی
ہے فتبارک اللہ احسن الخالقین والحمد للہ رب العالمین
حشر جمع کرنا اجزاے بدن انسان کا اور تالیف کرنا اوسکا یعنے مرکب
کر دینا اونکا مثل اوسکے کہ وہ تھا اور اعادہ کرنا اوسکے روح مدبرہ کا طرف
اوسکے تمام یہ کہا جاتا ہے یا حشر اجساد یعنے حشر اجسام اور یہ ممکن ہے اور
اللہ تعالی قادر ہے تمام ممکنات پر اور عالم ہے تمام ممکنات کا اور جسم قابل ہے
یعنے لیاقت رکھتا ہے تالیف کی تو اللہ تعالی قادر ہے اوپر اوسی حشر کے
اصل انبیا نے تمام خبر دی ہے حشر اجساد کی اور وہ مناسب ہے مصلحت
کلیہ کی پس حشر اجساد حق ہے بسبب عصمت انبیا کے اور جنت و نار جو محسوس
ہونگے اور جسکا وعدہ انہیں انبیا نے کیا ہے وہ خلق ہو چکے ہیں اور

ہین تاکہ استیفا کیا جاسے حقوق مکلفین کا از قسم ثواب وعقاب کے اور
اسیطرح سوال منکر نکیر اور عذاب قبر اور حشر اجساد اور تطایر کتب کا یعنی پیش
ہونا نامہ ہاے اعمال نیک وبد کا اور گویا ہونا جوارح کا اور سوا اوسکے جسکی خبر
دی ہے انبیا نے احوال آخرت مین سے وہ سب حق ہین اسلئے کہ
ممکن ہوسکے اور خبر دیتے انبیا صادقین کے بداہۃً اعادہ معدوم کا
محال ہے ورنہ لازم آئیگا تخلل عدم کا بیچ وجود واحد کے پس ہوگا وہ وجود وا
وجود واثنین اور یہ محال ہے اور جبکہ حشر اجساد حق ہوا تو واجب ہوا کہ نہ معدوم
ہون اجزاے بدن مکلفین بغیر ارواح اون کی بلکہ مبدل ہوتا ہے
مزاج اور یہی ہے جسکا اشارہ واقع ہے کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ اور ہر کل
شَیْءٍ ہَالِکٌ اِلَّا وَجْہَہٗ مین اوس سے کنایہ طرف اسی تبدل تالیف و مزاج
کے ہے بحث فلاسفہ نے کہا ہے کہ حشر اجساد محال ہے کیونکہ ہر جسد کہ معتدل
ہو مزاج اوسکا اور مستعد ہوگا قبول نفس کیلئے مستحق ہوتا ہے فیضان
نفس کا جانب عقل فعال سے پس اگر مستعد ہون اجزا بدن میت کے
بوقت حشر ساتھ مزاج کے تو مستحق ہونگے ایک نفس کے جانب
عقل کے اور ضروری ہے کہ فیضان کرے عقل فعال ایسے نفس کو جو کہ فیضان نفس کا
ایسے مادہ پر جو قابل ہو بسبب عدم بخل مبدا فیاض کے ضروری ہے پس اگر اعادہ
کیا جاے اوسکے طرف اوسکی نفس اولی جو اوسکو دنیا مین حاصل ہے

لہذا یہ لازم آتا ہے کہ ارتفاع نقیضین کا بداہۃً اور وہ محال ہو بالضرورت اور
ہم نے پہلے ثابت کیا وجود فاعل مختار کو اور باطل کیا ہے اون کے
قول کو کہ لازم ہے ... جواب ان شبہات کے کیونکہ فاعل مختار
کے جانب سے ممکن ہے کہ نقصان کرے جسموں پر سوا سے نفس کے
کے سبب اسکے اختیار اور مقتضا سے حکمت کے تکملہ محقق طوسی علیہ الرحمہ
اور ایک جماعت متکلمین اعادہ معدوم کو محال تسلیم کرتے ہیں اور اسی وجہ سے
یہ لوگ اسکے قائل ہوئے ہیں کہ معاد جسمانی کی حقیقت یہی ہے کہ اجسام
کی ترکیب اور تالیف اور مزاج کو بوقت موت فنا لاحق ہوتی ہے اور روح اور
اجزائے اصلیہ اجسام باقی رہتے ہیں اور بروقت قیامت اونہیں اجزا
کو ترکیب اور تالیف و مزاج بحکم اللہ تعالی کے عطا ہوکر روح سابق
اوس سے متعلق کردیجاویگی پس وہ شخص بدستور سابق زندہ ہو جائیگا
اور دوسرا قول یہ ہے کہ اجسام اور اوسکے اجزا بعد موت فنا ہوجاتے
ہیں اور صرف روحیں باقی رہتی ہیں اور بروقت قیامت اللہ تعالی اوسکی
ابدان مثل ابدان سابق کے پیدا کرکے اونہیں روحوں کو داخل کردیگا
اور وہ بدستور سابق زندہ ہوجاینگے تیسرا قول یہ ہے کہ تالیف و اجزا بعد
موت سب فنا ہوجاتے ہیں اور صرف روحیں باقی رہتی ہیں اور بروقت حشر
اللہ تعالی اونہیں ابدان سابقہ کو بعینہا اونہیں اجزا اور اونہیں تالیفوں کے

ساتھ بعینہا پیدا کردیگا اور روحوں کو انہیں بدنوں میں داخل کردیگا
اور سب بدستور زندہ ہوجائینگے اور ایک قول آخر اور بعض متکلمین کا قول
اس مقام پر یہ ہی کہ اعادہ معدوم محال نہین ہی بلکہ جسطرح ایجاد اول ممکن
تھا اوسیطرح ایجاد ثانی ممکن ہی اور تخلل عدم کا درمیان وجودوں کے
جسکا حاصل یہ ہی کہ وہی وجود سابق پھر ایک زمانہ مابعد میں [illegible]
تو محال نہین ہی اور نہ اوسکے وجہ سے وجود واحد کا دو ہوجانا لازم آتا ہی
پس یہ لوگ اسکے قائل ہین کہ تمامی اجزا اور تالیف اور [illegible]
بروقت فنا ہوجاتے ہین اور بروقت قیامت [illegible]
اور پھر از سر نو اللہ تعالی اجزا اور تالیف اور روحون کو پیدا کردیگا [illegible]
زندہ ہوجائینگے اور اس قول کی تائید ظاہر بعض آیات و احادیث سے
زیادہ ہوتی ہی اور دیگر اقوال کے بھی [illegible]
جسکا ذکر کتاب بحار الانوار مین ہی [illegible]
قول کو محقق علیہ الرحمہ نے اختیار کیا ہی اور [illegible]
ہین اور دلائل حکیمانہ بھی زیادہ اوسی کی تائید کرتے ہین [illegible]
زیادہ غور ضرور نہین ہی کیونکہ اسقدر اعتقاد رکھنا فرض ہی کہ [illegible]
اور وہ اجسام جو محشور ہونگی دوبارہ زندہ کیے جائینگی [illegible]
جانتا کہ کیونکر زندہ کیے جائینگے تو [illegible]

اور اسواسطے کہ اوسنے وعدہ عفو کیا ہی باوجود مستحسن ہونے عفو کے بھی
اور خلف وعدہ کا قبیح ہی اور علاوہ ازین غرض اوسکے خلق سے ثواب
دینا اوسکا تہا پس عذاب کرنا اوسکا نقیض اوسکے غرض خلقت کا ہے
اور اگر نہ نصیب ہوگا اوسکو عفو اللہ تعالیٰ کا یا کہ ذنب ایسا ہو کہ اوسکی
نسبت وعید عذاب بالیقین ہوئی ہو تو یا آنکہ حبط یعنے ساقط ہوگا ایک
استحقاق بسبب استحقاق آخر کے یا کہ نہ حبط یعنے ساقط ہوگا کوئی
استحقاق اونمین سے بوجہ آخر کے اور صورت ثانی مین یا کہ اوسکو ثواب
دیا جاویگا جنت کا اوّلاً اور بعد ازان اوسکو عقاب کیا جائیگا یا آنکہ اسکے
بالعکس کیا جائیگا یعنے اوّل عقاب کیا جائیگا اور بعد ازان ثواب پاویگا
ساتھ جنت کے حل شبہہ — مذہب اوّل وہی اسقاط احد
الاستحقاقین کا بسبب استحقاق آخر کے مذہب وعیدیہ کا ہے
معتزلہ میں سے اور وہ نہیں جائز رکھتے ہین عفو کو مگر صغائر میں پس مذہب
ابو علی جبائی کا یہ ہی کہ استحقاق زائد استحقاق ناقص کو حبط یعنے ساقط
کرتا ہی اور وہ خود بحالہ باقی رہتا ہی اور وہی احباط یعنے اسقاط ہے
جو آیات و احادیث مین مذکور ہی اور مذہب اوسکے بیٹے ابو ہاشم
کا یہ ہی کہ نہین باقی رہتا ہی زائد مین سے بعد تاثیر کے مگر اوسیقدر
جو فاضل ہو مقدار استحقاق ناقص سے اور باقی ساقط ہو جاتا ہی

بوجہ ناقص ہونیکے اور یہی مراد ہی موازنہ یعنے وزن کرنیسے اعمال خلائق کے
اور ہوگا حکم جدا بسبب فاضل ہونیکے قدر استحقاق مین سے خواہ وہ استحقاق
ثواب ہو خواہ استحقاق عقاب ہو اور یہ دونون مذہب باطل ہین بوجہ اوسکے
منتفی ہونیکے اور بوجہ تاثیر استحقاق کے اور یہ غیر معقول ہے کیونکہ استحقاق
امر اضافی ہے اور اضافت نہین موجود ہوتی خارج مین ورنہ لازم آئیگا
تسلسل کیونکہ اگر موجود ہو تو اوسکے لئے محل ضرور ہوگا اور اوس محل
اور اس اضافت کے درمیان مین نسبت اور اضافت ہوگی اور وہ بھی موجود
ہوگی اور وہی اور بھی اسیطرح کلام کیا جائیگا اور وجود اضافات غیر متناہیہ
کا خارج مین لازم آئیگا اور جو نہین موجود ہوتا خارج مین نہین معقول ہے
تاثیر اور تاثر اوسکا اور اگر ہم قائل ہون وجود خارجی استحقاق کی بسبیل
تنزل تو کہین گے ہم کہ یا آنکہ پائے جائینگے دونون استحقاق معًا یا نہین
اور اول مقتضی ہوگا کہ ہون دونون استحقاق ضدین اور یہ منافی ہے
اوسکے مذہب کے اور علاوہ اوسکے ایک اونمین سے نہوگا اولی تاثیر اور احباط
مین دوسرے سے بموجب مذہب ابی علی کے اور جسوقت کہ ساقط ہوگا
ایک بوجہ آخر کے موازنہ مین تو کیونکر ساقط ہوگا آخر بسبب اوسکے
اسواسطے کہ تاثیر معدوم کی موجود مین غیر معقول ہے اور صورت ثانی
یعنے یہ کہ دونون استحقاق معًا نہ پائے جائین تو نہ معقول ہوگی تاثیر

نظر سے انسب ہے اور اصول عدل کے تھے خلاف نہین فائدہ +
ایمان تصدیق کرنا ہے اوس چیز کا کہ واجب ہے تصدیق اوسکی دین محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ سے اور یہ تفسیر اقرب ہے اوسکے معنے موضوع
لغوی سے بمقابلہ اوسکے جو تفسیر اوسکی وعیدیہ نے کی ہے اور وہ یہ
ہے کہ ایمان تصدیق بقلب اور اقرار بزبان اور عمل بذریعہ اعضا کے
ہے اور بموجب تفسیر اول کے اہل کبائر تصدیق کرنے والے ہین پس
وہ مومن ہین اور وہ مستحق ہین ثواب دائم کے کیونکہ وہی عوض ایمان
کا ہے فائدہ وحوش وطیور محشور ہونگے جیسا وعدہ ہوا ہے اوسکا
قرآن مین واسطے اونکے انصاف کے اور واسطے پہونچانے عوض آلام
کے طرف اونکے جیسا لایق ہے عدل اللہ تعالی کو اور اسیطرح
مکلفین وغیر مکلفین پہونچایا جائیگا اونکو عوض اونکے آلام کا اور جو
وعدہ ہوا ہے اونکے حق مین اور حساب کیا جائیگا سب کا بذریعہ ایک
حساب صحیح کے جو حق ہے ختم و نصیحت جبکہ فارغ ہوے ہم اوس چیز سے
کہ وعدہ کیا تھا ہم نے پس چاہئیے کہ ختم کرین ہم کلام کو اوپر نصیحت کے
اور وہ یہ ہے کہ جو نظر کریگا ساتھ اپنی نظر عقل کے اور مشاہدہ کریگا
حکمت کو اپنی بنا ہستی مین واجب ہوگا اوسپر یہ کہ جانے غرض کو
جسکے لیئے اوسکے خالق نے اپنے فضل وکرم سے اوسکو خلق

کیا ہے اور نہ ضایع کرے اوس غرض کو اپنے تفریط و جہل سے ورنہ وہ مبتلائے شقاوت عظیمہ ہوگا اور اوسکو بہو نچیگا نقصان ظاہر وفقنا اللہ تعالی وایاکم بسعادۃ الدین بمحمد وآلہ اجمعین

یعنے اللہ تعالی ہمکو اور تمکو اے برادران ایمانی توفیق حصول سعادت دین کی عطا فرمائے بحق محمد وجمیع آل محمد تکملہ یہ بشارت عظمی قرآن اور بہت سے احادیث مین ہے مومنین صالحین کے حق مین کہ جنت مین اونکو نعمائے غیر متناہیہ از قسم اغذیہ و اشربہ و فواکہ لطیفہ نصیب ہونگے اور علاوہ ازین لطف و لذت قصور و انہار و باغات جنت اور صحبت و معاشرت ازواج طیبہ و حور عین نصیب ہونگے اور جو لوگ حورون کی صحبت کو اور اونکی ملنے کو خلاف عظمت و جلالت جنت کے تصور کرتے ہین اونکو درحقیقت اس امر سے اطلاع نہین ہے کہ ازواج طیبہ درحقیقت عمدہ نعمائے اللہ تعالی سے ہین خواہ دنیا مین ہون خواہ آخرت مین نہ صرف بوجہ لطف صحبت خاص بلکہ بوجہ انس و محبت و حسن و معاشرت کے بھی اور اگر یہ مسلم ہر کہ اللہ تعالی نے دنیا مین اپنے انبیا اور اولیا کو یہ نعمت عطا کی ہے اور یہ بھی مسلم ہر کہ خاص جنت مین اللہ تعالی نے حضرت آدم کو زوجہ طیبہ یعنے حضرت حوا عنایت فرمائی تھی تو اوسکی آخرت مین عطا ہونے مین استبعاد بیجا ہی اور جو اسمائے نعمائے جنت

مذکور ہین قرآن واحادیث مین مثل دودہ یا انگور اور شہد اور انار وغیرہ کے
اونسے مراد درحقیقت یہ ہی کہ اسی شکل وصورت کی نعمتین جنت مین عطا
ہونگی مگر اونکی کیفیت اور لذت کروڑن حصے انہین اقسام کی نعمائے
دنیا سے بڑہی ہوی ہوگی اور یہ دراصل ایسا فرق عظیم نعمائے جنت اور
نعمائے دنیا مین ہوگا جس کا بالفعل سمجھنا یا سمجھانا ممکن نہین ہے
اسیوجہ سے یہ وارد ہوا ہی کہ وہ لطف حاصل ہوگا جنت مین کہ جو نہ
کسی آنکھ نے دیکھا ہی نہ کسی کان نے سُنا ہی اور جو نعما مذکور ہوی ہین
اونہین پر نعمائے جنت محصور نہین ہین بلکہ اوسکے علاوہ بہت سے نعما
حاصل ہون گی اور اوسکے تفصیل دریافت ہونا مشکل ہے مجملاً یہ البتہ
کہا جاسکتا ہے کہ ادنی ایک جنتی کو جو لطف حاصل ہوگا وہ لطف
ایک بڑے شاہنشاہی کے ابدی لطفونسے بڑہے ہوے لطفون پر شتمل ہوگا اور سب سے
اعظم نعمت نعمائے جنت سے معرفت کاملہ اللہ تعالی کی ہوگی کہ اوسکا لطف
احاطہ خیال سے باہر ہے اللّٰہمّ ارزقنا واخواننا نعماء جنّات
الطیّبہ واجعلنا من المتمتعین برحمتک الابدیہ

خاتمہ بحمد اللہ سبحانہ وتعالی کہ یہ رسالہ شریفہ بتاریخ ۷ شوال
۱۲۹۸ھ شروع کیا گیا اور آج بتاریخ ۲۳ شوال سنہ مذکور ختم ہوا
اور یہ ایک عمدہ مختصر رسالہ واسطے دریافت عمدہ مطالب علم کلام کے ہی

جس سے علم یقینی ملت حقہ السیہ محمدیہ اثنا عشریہ کا حاصل ہو سکتا ہے
جو لوگ مستفید ہون اس سے اونکو چاہئی کہ اول محقق طوسی علیہ الرحمہ
کو جو اصل مصنف اسکے اصل یعنے فصول فی الاصول کے ہین
اور بعد ازآن راقم آثم مترجم و مولف رسالہ ہذا کو بدعاے خیر
یاد کرین اور میری دعاے خیر تو سب کے حق مین یہ ہے کہ ربنا
اغفرلی ولوالدیّ وللمؤمنین یوم یقوم الحساب فقط

قطعہ تاریخ از مصنف مدظلہ

چون این رسالہ طبع شد از فضل ذوالجلال
بشگفتہ ہمچو گل ز طرب ہا دل ملول

تاریخ حسن طبع چو مطلوب طبع بود
تا عمر یادگار بماند بر فحول

بنوشت شمس از ہمہ اعجاز مصرعی
این است بہر مقصد حق منہج وصول

سنہ ۱۳۰۲ ہجری

بخط خام سید محمد عفی عنہ

تتمہ حواشی متعلقہ صفحات ۷ - ۱۱ - وغیرہا جو نہایت
ضروری حواشی ہین چھاپ کر شامل رسالہ ہذا کر دیے گئے ہین
اونکا ملاحظہ بھی ضرور ہے فقط

حواشی متعلق صفحہ ۷۰ مین مذکور ہی اور معنے اسکے کہ اوس سے خبر دیجائے یہ ہین کہ اوسکے طرف نسبت
نفی یا اثبات کسی شئے کی کیجائے اور یہ ظاہر ہی کہ نفی و اثبات کی لفظین جو اس تعریف مین مذکور ہین اونکا علم
موقوف ہی علم وجود پر اور اسیطرح وہ تعریف بھی جو کیگئی ہی کہ موجود وہ شئے ہی کہ جسکے وجہ سے ماہیت حاصل
ہی خارج مین اور جو یہ تعریف کی ہی کہ وجود ہونا کسی شئے کا ہے اعیان مین ۱۲ اسلیئے کہ اس تعریف مین بھی
ہونا شئی کا خارج مین اور ہونا شئی کا اعیان مین جو مذکور ہین وہ علم وجود مین مساوی ہین وجود کے
ساتھ ۱۲ منہ عفی عنہ کیونکہ ایسی تعریفین دور پر مشتمل ہین کیونکہ علم شئی کا اوسکی تعریف پر موقوف
ہوتا ہی اور جبکہ علم ایسی تعریفونکا بسبب علم وجود کے ہو ا یا تابع علم وجود کا ہوا تو اب علم وجود کا خود علم وجود
پر موقوف ہوا اور یہ صریح دور ہی پس حق یہ ہی کہ علم وجود بدیہی ہی اور علم بدیہی ہونے علم وجود کا بھی بدیہی
ہی اور جو تعریفین مذکور ہوی ہین وہ تعریفین حقیقی نہین ہین بلکہ وہ لفظی تعریفین ہین بغرض دفع خفا کے
جو بعض اذہان مین ممکن تھی ۱۲ منہ عفی عنہ التقسیم موجود کیطرف اور اوسکی دو قسمونکے جس سے علم معنے واجب
الوجود اور ممکن الوجود کا حاصل ہو سکتا ہے ۱۲ منہ عفی عنہ کیونکہ تقسیم دائر ہی درمیان نفی اور اثبات
کے یعنے اس تقسیم مین دو قسمین ایسی قائم کیگئی ہین جسمین سے ایک اثبات ایک امر کا ہی اور دوسری قسم
نفی اوسکی ہی اور ایسے صورت مین کوئی اور قسم ممکن نہین ہے ورنہ ارتفاع نقیضین لازم آئیگا اور اگر
مورد قسمت معنی مفہوم کو قرار دین اور یون کہین کہ ہر مفہوم کو جب ہم لحاظ کرتے ہین یا کہ وجود اوس کا
ضروری ہوگا اور وہ واجب الوجود ہی یا آنکہ عدم اوسکا ضروری ہوگا اور وہ ممتنع الوجود ہی یا آنکہ وجود و
عدم اوسکا کوئی ضروری نہوگا اور وہ ممکن الوجود ہی تو اسطرحسے تین اقسام حاصل ہونگی جو متبائن ہین
اور تصور اِنکے مفہومات کی بھی بدیہی ہین مثل تصور وجود کے ۱۲ منہ عفی عنہ حواشی متعلق صفحہ ۱۱
ہوا اور مسموع ہی ہمارے کانون سے مگر حال نہین ہی ہمارے مصاحف اور قلوب اور زبانون اور کانون میں اور
اس کلام مین تناقض ظاہر ہے اور اگر یہ کہا جاسکے کہ معنے یہ ہین کہ جو لکہا ہوا ہی مصاحف مین دال ہے
کلام پر اور جو محفوظ ہی قلوب مین وہ دال ہے کلام پر اور جو مقرو ہی بزبان دال ہی کلام پر اور جو مسموع
ہی کان سے دال ہے کلام پر مگر اصل کلام قائم بذات اللہ تعالی ہی تو یہ ظاہر ہی کہ یہ معنے غیر ظاہر ہین
اور کوئی ضرورت نہین ہے کہ ایک کلام کہا جاسکے اور اوسکی معنے غیر مستعار کے ساتھ تاویل کیا
پھر جب اونکے قول کے ساتھ ... آیات قرآنیہ مین تاویل کی ضرورت ہوگی اور بہت سے احادیث
... کلام کے بیان قرآن مین ہی کہ وہ نازل کیا گیا ہے ... کیونکہ کلام

۲ اور در باب شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے اور نیز نسبت جنگ جمل وغیرہ کے اور اسیطرح کے
بہت سے معجزات ہین جنکا ذکر کتب مطولہ مین ہے ۳ اسمین حواشی متعلق صفحہ ۳۳ حدیث کے نیچے
اور سب پر آنکی اطاعت واجب تھی [illegible] ہے یہ کہ قبل دو ماہ چند مین [illegible] اپنی وفات کے [illegible]
ذکر اسکے کہ آپکا زمانہ وفات قریب ہے یہ حدیث ثقلین جو نہایت عظیم الشان [illegible] فریقین ہے
حضرت رسول اللہ صلعم نے خاص بطور وصیت تام ارشاد فرمائی اور کہا انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ
وعترتی اہلبیتی ما ان تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی لن یفترقا حتی یردا علی الحوض
اور اسکا حاصل یہ ہے کہ حضرت رسول اللہ صلعم نے تمامی صحابہ سے اور اونکے ذریعے تمامی امت سے یہ وصیت
کی تھی کہ مین تمہارے درمیان مین دو عظیم الشان چیزین چھوڑتا ہون ایک کتاب اللہ تعالی کی [illegible] اور
دوسرے عترت یعنے اہل بیت میرے اور جب تک تم تمسک کروگے اون دونو سے یعنے جبتک تم اون دونو کی
اطاعت خالص وخاص کروگے ہرگز گمراہ نہوگے اور وہ دونون جدا نہونگے ایک دوسرے سے یہانتک
کہ آئینگے میرے پاس حوض کوثر پر اور چونکہ بموجب تصریحات علماے معتبرین فریقین مراد اہلبیت سے
حضرت علی ابن ابیطالب اور حضرت فاطمہ علیہا السلام اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین ہین تو
اس حدیث کا حاصل یہ ہوا کہ بعد رسول اللہ صلعم کے تا بقیامت مدار ہدایت تمامی امت کا صرف دو چیزون پر
ہوگا اور واجب الاطاعت تمامی امت کے لئے بعد حضرت رسول اللہ صلعم کے تا بقیامت صرف دو چیزین
ہونگے جو قرآن اور اہلبیت ہین اور قیامت تک اہلبیت یا اونکے قائم مقام قرآن کے ساتھ باقی
رہینگے اور ہمیشہ وہ واجب الاطاعت ہونگے اور سوائے قرآن اور اہلبیت کے اور کوئی بالذات
واجب الاطاعت امت کے لئے نہوگا پس اس حدیث مین ایک قسم کی نص قطعی امامت ائمہ اثنا عشر علیہم السلام
پر موجود ہے چوتھے یہ حدیث سفینہ متفق علیہ فریقین ہے کہ حضرت رسول اللہ صلعم نے فرمایا ان مثل
اہلبیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبہا نجا ومن تخلف عنہا ہلک یعنے مثال ہمارے اہلبیت کی
درمیان تمہارے اے مومنین مثال کشتی نوح کے ہے کہ جو اوسپر سوار ہوا اوسنے نجات پائی اور جو اوس سے
پیچھے رہا یعنے اوسمین سوار نہوا ہلاک ہوا اور اس حدیث مین صریحاً یہ ارشاد ہوا ہے کہ امت محمدی سے
جو اہلبیت کی اطاعت کریگا وہی نجات پائیگا طوفان گمراہی سے اور جو اہلبیت کی اطاعت نکریگا
ہلاک یعنے گمراہ ہوگا اور یہ حکم عام ہے تمام امت کے لئے پس جب اہلبیت تمام امت کے واجب الاطاعت
بموجب ارشاد نبوی کے ہین تو اسمین شبہہ نہین ہے کہ امامت اور خلافت اہلبیت علیہم السلام کے

جو حضرت امیر علیہ السلام اور حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام ہیں بخوبی ثابت ہے کہ
یہ بلکہ خلیفہ اور امام برحق ہیں جنکی اطاعت تمام امت پر واجب ہے اور یہ بنظر ظاہر حدیث ثقلین کی سے وہ [illegible]
مراد اہلبیت سے وہ اور اونکے قائم مقام ہیں یعنی جملہ علمائے اہلبیت اور اسیطرح امامت جملہ ائمہ اثنا عشر
علیہم السلام کے اس حدیث سے بھی ثابت ہے یا نہیں وہ حدیث یہ ہے جو کتاب اصول کافی میں مذکور ہے
اور جسکا ماحصل یہ ہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے ایک لوح عطیہ اللہ تعالے
جو بواسطہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ کے عطا ہوئی تھی پاس جناب سیدہ علیہا السلام
کے دیکھی تھی جسمیں تمام ائمہ اثنا عشر علیہم السلام کے نام لکھے ہوئے تھے اور یہ لکھا ہوا تھا کہ یہ سب
بعد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ کی ذریت خاص امام اور اوصیا حضرت رسول اللہ صلعم کے
ہونگے اور جن آیات کی جانب اشارہ ہے اونمیں سے بعض آیات یہ ہیں اول آیہ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ
رَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ
اور اسکے معنی یہ ہیں کہ نہیں ہے حاکم تمہارا اے مومنین مگر اللہ اور اوسکا رسول اور وہ لوگ جو ایمان
لائے اور جو قائم کرتے ہیں نماز کو اور دیتے ہیں زکوٰۃ کو درآنحالیکہ وہ رکوع کرنے والے ہیں
اور باتفاق تفاسیر فریقین سے ثابت ہے کہ یہ آیہ اوسوقت نازل ہوا تھا جبکہ حضرت امیر المومنین
علیہ السلام نے حالت نماز میں انگوٹھی سائل کو دی تھی اور اسیوجہ سے یہ آیہ شریفہ ضرور آپکی شان
میں نازل ہوا ہے پس بموجب اس آیہ کے یہ ضرور واجب التسلیم ہے کہ اللہ تعالی نے نص اور تصریح
فرمادی تھی کہ حکومت تمامی مومنین کی صرف اللہ تعالی اور حضرت رسول اللہ صلعم اور حضرت امیر المومنین
علی ابن ابیطالب کو حاصل ہے پس اس سے بھی امامت حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی بخوبی ثابت
ہے دوسرے آیہ کریمہ اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ہے جسکے معنی یہ ہیں کہ اے
رسول اللہ تم صرف ڈرانے والا ہو اور ہر قوم کیلئے ایک ہادی ہے اور معتبر مفسرین فریقین نے
تسلیم کیا ہے کہ مراد منذر سے رسول اللہ صلعم ہیں اور مراد ہادی سے اس آیہ میں حضرت امیر المومنین
ہیں اور اسیطرح قرآن مجید میں تصریح اسکی موجود ہے کہ ہر قوم کے لئے ہادی جناب امیر المومنین
علیہ السلام ہیں تو آپکی امامت بموجب نص قرآنی ثابت ہوئی تیسرے آیہ کریمہ اَطِيْعُوا اللّٰهَ
وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ہے جسکے معنی یہ ہیں کہ اطاعت کرو اے
مومنین اللہ کی اور اطاعت کرو رسول اللہ صلعم کی اور اونکی جو صاحب حکم ہیں تم میں سے

اور ائمہ علیہم السلام نے اسکی تفسیر میں یہ ارشاد کیا ہے کہ مراد اولی الامر سے صاحبان حکم سے ائمہ اثناعشر علیہم السلام ہیں اور احادیث ثقلین مفیدہ سے بھی تصدیق اسکی ہوتی ہے کہ درحقیقت یہ تفسیر صحیح اس آیہ کی ہے چوتھے آیہ کریمہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ہے جسکے یہ معنے ہیں کہ اے مومنین تم ڈرو اللہ سے اور ہمیشہ ساتھ صادقوں کے رہو اسکی بھی تفسیر میں ائمہ علیہم السلام نے یہ فرمایا ہے کہ مراد صادقین سے ائمہ اثناعشر علیہم السلام ہیں اور اوسکے بھی موید احادیث ثقلین اور سفینہ ہیں پانچویں آیہ کریمہ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ہے اور اسکے معنے یہ ہیں کہ اے مومنین تم اللہ کے رسن یعنے وسیلہ سے تمسک کرو سب کے سب اور متفرق نہو اور اسکی بھی تفسیر میں یہ منقول ہے کہ مراد حبل اللہ سے جناب امیر المومنین علیہ السلام ہیں پس اس سے بھی امامت حضرت کی ثابت ہے جب سب امت کو حضرت کی ذات سے تمسک کرنے اور اطاعت کرنے کا حکم ہوا ہے اور سوا اسکے بہت سے آیات و احادیث سے علما نے امامت ائمہ اثناعشر علیہم السلام پر استدلال کیا ہے جو کتب معتبرہ میں مذکور ہیں ۱۲ منہ عفی عنہ حواشی متعلق صفحہ ۴۴۴ معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے نہیں ہے اور محمد صلعم رسول اللہ تعالیٰ کے ہیں اور تم اسلئے علیؑ دشمن محمدؐ کے اور سردار اولیا ہو تیسرے ایک دفعہ ایک عورت ام فروہ نامی کو جو مرگئی تھی بحکم خدا زندہ کیا چوتھے یہ کہ ایک دفعہ ایک شخص ہلاکہ نامی کو جو مرگیا تھا بحکم خدا زندہ کیا اور علاوہ ازیں عکرر اموات کو بحکم خدا زندہ کیا پانچویں یہ کہ بروقت آغاز جنگ خوارج کے آپ نے یہ کہا تہا کہ ہمارے لشکر کے آدمیوں میں سے پورے دس آدمی نہ مارے جاوینگے اور اونکے لشکر کثیر میں سے پورے دس آدمی نہیں بچینگے اور بعد اختتام جنگ جب حساب کیا گیا تو ایسا ہی ہوا تہا چھٹے آپنے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو خبر شہادت امام حسینؑ کی دی تھے اور مقام قتل گاہ دکہا دیا تہا اور سب حالات بیان کردئے تھے اور یہ بھی کہہ دیا تہا کہ ابن سعد حضرت امام حسینؑ کو قتل کریگا اور یہ صحیح پیشین گوئی تھی ساتویں یہ کہ بروقت نزاع خلافت حضرت نے خلیفہ اول کو دکہلا دیا تہا اور خلیفہ صاحب نے دیکھا تہا کہ حضرت رسول اللہ صلعم کہڑے ہوئے ہیں اور خلیفہ صاحب سے فرماتے ہیں کہ خلافت حق علیؑ کا ہے اونکے حوالہ کردے ورنہ عذاب آخرت میں مبتلا ہوگا اور منجملہ معجزات حضرت امام حسن علیہ السلام کے ایک یہ ہے کہ آپنے بحکم خدا مردہ کو زندہ کردیا دوسرے یہ کہ جب والی شام سے آپنے صلح کرلی تو لوگونکو اسباب میں شبہہ ہوتا کہ آیا یہ صلح کرنا آپکا درست تہا یا نہیں پس آپنے حضرت جابر ابن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کو

مگر حضرت مجھکو کبھی کچھ نہیں دیتے ہین اور ہر وقت دیتے جواہر گے آپ نے اوس سے فرمایا کہ ہمارے جانب سے
اپنی زوجہ سے عذر کرنا اور کہنا کہ ہم تیرے ہدایا کا درحقیقت عوض نہین کر سکتے ہین اور جب بعد
ازان آن زوجہ اوسکی مشتاق زیارت ہوکر آئی تھی اور قبل حضرت کی زیارت کے مرگئی تھی اور اس حال
کی اوس مومن نے حضرت کی خدمت مین اطلاع کی تو آپ نے دو رکعت نماز پڑھکے دعا کی اور وہ بحکم
خدا زندہ ہوگئی اس معجزہ مین دو معجزے تو صاف مذکور ہین اور ایک تیسرا معجزہ یہ بھی مخفی مذکور ہے کہ حضرت
کو اوس مومن کی جورو کی گفتگو کی اطلاع ہوگئی حالانکہ حضرت وہان موجود نہ تھے دوسرے یہ کہ
سعید ابن مسیب کا بیان ہے کہ حضرت نے مسجد رسول اللہ مین دو رکعت نماز پڑھی اور بعد ازان
تسبیح خدا پڑھی تو جتنے درخت اور سنگریزے گرد حضرت کے تھے سب تسبیح پڑھنے لگے تیسرے یہ کہ
جب آپ سے اور آپ کے چچا محمد ابن حنفیہ سے درباب امامت کے کچھ گفتگو ہوئی تھی تو محمد حنفیہ نے حجر اسود سے
چاہا کہ اونکے حق مین گواہی دے کوئی جواب نہین ملا مگر جب حضرت نے حجر اسود سے اپنے امامت کی
گواہی چاہی تو حجر اسود نے آپکی امامت کی گواہی دی اور محمد ابن حنفیہ نے آپ سے عذر کیا چوتھے
یہ کہ ایک دفعہ ایک نابینا لڑکے کو حضرت کے پاس لائے آپنے اپنا ہاتھ اوسکی آنکھون پر پھیر دیا
وہ بحکم خدا بینا ہوگیا ایک گونگے کو لائی اوسکو بحکم خدا گویا کر دیا اور ایک ایسے شخص کو لائے
جسکے پاوٴن بیکار ہوگئے تھے اور حس و حرکت نہین کر سکتا تھا اوسپر آپنے اپنا ہاتھ پھیر
دیا اور وہ بحکم خدا اچھا ہوگیا اور بخوبی چلنے لگا پانچوین یہ کہ ایک دن آپنے یہ بیان کیا کہ رسول
صلی اللہ علیہ و آلہ نے ایک دن ایک ہرن کو ایک انصار کے اوس سے طلب کر کے ذبح کرایا
اور صاف کرا کے اوسکو بھنوایا اور اہل بیت اور بعض صحابہ خاص کو حکم دیا کہ اسمین سے
کھاوٴ مگر ہڈی کو نہ توڑو بعد ازان جب اوسکو کھا چکے اور سب چلے گئے تو وہ انصار اپنے
دروازہ پر آیا تو دیکھا کہ وہ ہرن اوسکے دروازہ پر کھیل رہا ہے بعد ازان امام علیہ السلام
نے خود بھی ایک ہرن منگایا اور اوسکو ذبح کرایا اور اوسکو لوگون سے بھنوایا اور اونسے
کہا کہ اسمین سے کھاوٴ اور ہڈی کو نہ توڑو جب کھا چکے تو وہ ہڈیان اوس ہرن کے
کھال مین ڈالدین اور بحکم خدا وہ ہرن زندہ ہوکر کھڑا ہوگیا اور منجملہ معجزات حضرت
امام محمد باقر علیہ السلام کے ایک یہ ہے کہ منصور یعنے ابو جعفر دوانقی کو جب وہ زمانہ دولت عباسی
[illegible]

سلطنت پر کامیاب ہوگا اور بحکم خدا ویسا ہی ہوا اور تیسرے یہ کہ ایک سفر مین ایک شہر کے درخت خشک تھے

آپ نے کہا ہمکو طعام دے اور اوسمین سے فوراً بحکم خدا سرخ اور زرد رطب گرنے لگے اور سب نے

کہا نے چوتھے یہ کہ آپ نے اپنا عصا پتھر پر مارا اور اوسمین سے پانی جوش مارتا ہوا نکلا یہ معجزہ حضرت

موسی کے معجزے سے نہایت مشابہ ہوئے تھے یہ کہ آپ نے ایک مٹی کا ہاتھی بنایا اور اوسپر سوار ہوئے

اور وہ کچھ اوپر اوڑا اور آپ مکہ گئے اور واپس آئے اور جب اسکی تصدیق لوگون نے چاہی تو آپ نے بعض

اشخاص کو اپنے ساتھ اوسپر سوار کیا اور اوسیطرح مکہ گئے اور واپس آئے پانچوین یہ کہ ایک شامی

آپکے پاس بہت نشست رکھتا تھا اور یہ کہتا تھا کہ بوجہ آپکی فصاحت کے آپکے پاس نشست رکھتا ہون

وہ بیمار ہوا اور مرگیا اور آپکو خبر کرگئے اور یہ کہا کہ اوسنے وصیت کی ہے کہ آپ اوسکی نماز جنازہ پڑھین

آپ نے اپنے مکان پر دو رکعت نماز پڑھی اور دعا کی اور سجدہ کو طول دیا بعد ازان اوسکے مکان پر گئے

اور اوسکا نام لیکر ندا کی اور وہ لبیک کہکر اوٹھ کھڑا ہوا اور اوسنے کہا کہ بعد مرنے کے مینے

ایک نہایت خوفناک آواز سنی کہ کوئی کہتا ہے کہ روح اسکی پہیر دو کہ محمد ابن علی ع نے ہمسے اس امر کے

درخواست کی ہے اور منجملہ معجزات حضرت امام جعفر ع ابن محمد ن الصادق علیہ السلام کے ایک یہ ہے کہ

ایک وقت منصور عباسی نے بقصد قتل آپکو طلب کیا اور جب آپ گئے تو وہ آپ سے بکمال لطف پیش

آیا اور بڑے اعزاز کے ساتھ اور بہت تحفے نذر کرکے آپکو ایک جماعت کے ساتھ مدینہ مین بہجدیا

اور جبکہ ربیع نامی اوسکے غلام نے پوچھا کہ کیون باوجود عداوت شدیدہ کے اوسنے ایسا کیا

تو اوسنے کہا کہ اوسنے ایک بڑی اژدہے کو دیکھا کہ وہ آدمیونکی زبان مین اوس سے کہتا ہے کہ اگر تو نے

کچھ بدسلوکی فرزند رسول سے کی تو تیرا گوشت تیری ہڈیون سے جدا کردونگا دوسرے یہ کہ

جب بحکم منصور عباسی آپکے گھر مین آگ لگادی گئی اور دروازہ اور دہلیز جلنے لگے تو آپ اوس

آگ کے اندر سے آتے جاتے تھے اور ایک ساعت تک اوس آگ مین جہان زیادہ جلتی تھی پھرتے

اور کہتے تھے کہ ہم فرزند ابراہیم خلیل اللہ کے ہین تیسرے یہ کہ ایک شخص نے بعد رجوع حج کے

آپکی خدمت مین حاضر ہوکے کہا یا حضرت میری جورو مرگئی ہے اور مین تنہا رہگیا ہون آپ نے

کہا کہ تو اوسکو دوست رکھتا تھا اوسنے کہا کہ ہان آپنے کہا کہ تو اپنے گھر مین واپس جا اوسکو

کھانا کھاتے دیکھیگا اور وہ واپس آیا اور اپنے گھر مین اوسکو کھانا کھاتے ہوئے دیکھا

چوتھے یہ کہ ایک شخص اہل خراسان آیا اور آپ سے عرض کی کہ مین اور میرے ماں باپ آپکے

حقوق ادا کرنیکو آپ کے جانب آئے تہی میری مان مرگئی اور آپ تک نہ پہونچی آپ نے کہا کہ جا
اپنے مقام سے اپنی مانکو لے آوہ باعتقاد فوراً گیا اور اپنی مانکو اپنے ہمراہ لے آیا اور جب اوس نے
حضرت کو دیکہا تو کہنی لگی کہ یہی وہ شخص ہین جنہون نے ملک الموت کو حکم دیا کہ وہ مجہکو چہوڑ دین
پانچوین یہ کہ ایک روز آپ کوہ صفا پر کہڑے ہوے تہے جو مکہ کے قریب ہے اور عباد بصری نے
کہا کہ آپ کہتے ہین کہ حرمت مومن کی اس بنا سے اعظم ہے آپ نے کہا کہ یہ ہمنے کہا ہے اور اگر
مومن ان پہاڑونکو کہے کہ ہمارے پاس چلے آؤ تو وہ اوسکے پاس چلے آئین راوی کہتا ہے کہ
مین نے دیکہا کہ پہاڑ یہ کہتے ہی آپ کے جانب چلے تو آپ نے کہا ٹہر جاؤ کیونکہ میرا ارادہ یہ
نہین تہا کہ تم میرے پاس چلے آؤ اور منجملہ معجزات حضرت امام موسی ابن جعفر علیہ السلام کے
ایک یہ ہے کہ مکہ مین آپ نے مردونکو زندہ کیا دوسرے یہ کہ آپ نے بہت کثرت کے ساتھ آگ
روشن کرائی اور اوسمین جا بیٹہے اور دیر تک بیان حدیث فرماتے رہے اور عبداللہ
جو آپ کے بہائی تہے اور جنکو دعوی امامت کا بھی تہا یہ کہا کہ اگر تم امام ہو تو تم بھی اس آگ
مین آکے بیٹہو اور رنگ عبداللہ کا یہ سنکے متغیر ہوگیا تیسرے یہ کہ خلیفہ رشید عباسی نے
ایک ایسے مکان مین آپکو داخل کرایا جہان بہت سے جانوران درندہ وغیرہ مثل شیر کے
رہتے تہے جب آپ داخل ہوے تو وہ آپ سے نہایت عاجزی کے ساتھ پیش آئے اور
وہین اپنی دم ہلانے لگے اور آپ کی امامت کی گواہی دینے لگے اور حضرت کے جانب سے رشید سے
پناہ مانگنے لگے چوتھے یہ کہ آپ نے ایک درخت کو کہلا بہیجا کہ وہ آپ کے پاس چلا آئے وہ اپنی
جگہہ سے اوکھڑ کے چلا آیا اور آپ کے پاس آکے ٹہر گیا اور بعد ازان اوس سے کہا کہ
وہ اپنی جگہہ پر پہر چلا جائے وہ اپنی جگہہ پر پہر چلا گیا پانچوین یہ کہ جب رشیق غلام رشید
عباسی اپنے آقا کے حکم سے بارادہ قتل حضرت کے آیا آپ نے اپنی عصا کو جو آپ کے ہاتھ مین تہا
حرکت دی تو وہ سانپ ہوگیا اور آخر کو اوسکے خوف سے رشید کو تپ آگئی اور آخر کار اوسنے آپکو قید سے
رہا کر دیا اور منجملہ معجزات حضرت امام علی ابن موسے الرضا علیہ السلام کے ایک یہ ہے کہ جب
آپکی امامت کی شہادت اولا طلب کی گئی تو زمین اور جمادات جو اوس جگہہ تہے سب نے
گواہی آپ کی امامت کی دی اور آپ مسجد مدینہ مین داخل ہوئے تو دیوارین اور لکڑیان
آپ سے باتین کرنے لگین اور آپ پر سلام کرنے لگین دوسرے یہ کہ ابراہیم ابن سہل نے

آپ کے امامت کی نسبت شک کیا تو آپ نے کہا کہ کیا دلیل امامت کی چاہتا ہے اوسنے کہا کہ
امام کی یہ شناخت ہے کہ خبر غیب کے دے اور مردے کو زندہ اور زندہ کو مردہ کرسکے بحکم خدا
پس آپ نے کہا کہ تیرے پاس پانچ اشرفیان ہین اور تیری جورو کو مرے ہوے ایک سال
ہوا اوسکو مین نے بحکم خدا زندہ کر دیا ہے اور اوسکو ایک سال کے لئے تیرے پاس چھوڑتا
ہون بعد از آن اوسکی روح قبض کر لونگا وہ اپنے گھر گیا اور اپنی جورو کو زندہ پایا اور اوس سے
پوچھا تو کیونکر زندہ ہوئی اور اوسنے کہا کہ ایک شخص نے جو گندم گون تھے اور صورت حضرت
کی سب بیان کرکے یہ کہا کہ اونہون نے کہا کہ تو اپنے شوہر کے پاس جا اور بعد موت کے تجھکو
اللہ تعالے ایک فرزند عطا کریگا پس اللہ تعالی نے اوسکو لڑکا عنایت کیا تیسرے یہ کہ
معبد ابن حنبل شامی نے آپ کے پاس آکے کہا کہ آپ کے عجائب بہت مشہور ہین اگر آپ
چاہین تو مجھکو کسی امر سے مطلع کرین کہ اوسکو مین لوگو نسے بیان کرون آپ نے کہا کہ تو کیا
چاہتا ہے اوسنے کہا کہ میرے مان باپ کو آپ زندہ کر دیجیئے آپ نے کہا تو اپنے گھر مین جا
کہ بحکم خدا مین نے اونکو زندہ کر دیا وہ اپنے گھر مین گیا اور اپنے مان باپ کو زندہ پایا اور
دس دن تک وہ زندہ رہے اور پھر بعد ازان بحکم خدا وہ مر گئے چوتھے یہ کہ اولاد عباس
رضی اللہ عنہ نے مامون رشید سے کہا کہ وہ آپ سے محبت نکرے اور آپکو اپنا ولیعہد
نکرے اور آپ نے بھی اوس سے کہا کہ اے بھائی مجھکو اسکی حاجت نہین ہے اور مین
گمراہون کو مددگار نہین بنانا چاہتا کہ ناگاہ آپ کے دہنے شانے کیجانب ایک شیر
نمایان ہوا اور بائین شانے کیجانب ایک افعی اور جو آپ کے گرد تھے اونپر حملہ
کیا پس مامون رشید نے کہا کہ تم مجھکو ایسے شخص کی محبت پر ملامت کرتے ہو پھر
راوی کہتا ہے کہ آپ کے حکم کے بموجب ایک دیوار سے رطب نکلے پانچوین یہ کہ اکثر
ایسا ہوتا تھا کہ لوگ آپ سے کوئی امر پوچھنا چاہتے تھے اور قبل اسکے کہ وہ آپ سے
پوچھین آپ اونکو اونکے سوالات کے جوابات شافی دیدیتے تھے اور منجملہ معجزات حضرت
امام محمد تقی علیہ السلام کے ایک یہ ہے کہ ایک دن آپ ایک گائے سے باتین کرتے تھے
اور وہ سر اپنا ہلاتی تھی راوی نے کہا کہ یہ نہین آپ اوسکو حکم دین کہ وہ کلام کرے
پس آپ نے گائے سے کہا کہ کہہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ پس گائے نے

باواز فصیح یہ کلمہ کہا دوسرے یہ کہ ایک عورت نابینا لڑکے کو آپ کے پاس لائے اور آپنے اوسپر اپنا ہاتھ پھیر دیا وہ بینا
ہو گیا تیسرے یہ کہ ایک بوڑہیا عورت کی گائے مردہ کو جو اوسکی قوت کا مدار تہا دعا کرکے آپ نے بحکم
اللہ تعالی زندہ کر دیا چوتھے یہ کہ ایک دن ایک زیدی آپکی مجلس مین آیا جسکو کوئی نہ جانتا تہا آپ
اپنے غلام کو حکم دیا کہ اسکو نکال دے وہ زیدی اوسیوقت ایمان لایا پانچوین یہ بہی ہوتا تہا کہ کوئی
شخص کوئی امر حضرت سے پوچہنا چاہتا تہا اور ہنوز اوسنے پوچہا بہی نہین تہا کہ آپ اوسکو اوسکے
دل کے سوالونکا جواب بتا دیتے تہے اور منجملہ معجزات حضرت امام علی نقی علیہ السلام کے ایک
یہ ہے کہ آپ ہر زبان مین مثل زبان ترک اور روم اور صقالیہ کے اپنے غلامونسے گفتگو کرتے تہے
حال آنکہ مدینہ سے کہین باہر نہین گئے تہے دوسرے یہ کہ ایک شخص نے آپ سے اللہ کی قسم کہا کے
کہا کہ میرے پاس کچہہ نہین ہے آپ مجہکو کچہہ عطا کرین آپ نے کہا کہ تو غلط کہتا ہے دو سو اشرفیان
تو نے دفن کی ہین اور اپنے غلام سے کہا کہ جو تیرے پاس ہو اسکو دیدے اوسنے اوسکو سو
اشرفیان دین اور آپ نے کہا کہ جو اشرفیان تو نے دفن کی تہین اونسے تو محروم رہیگا اور یہ واقعہ
ہوا کہ اوس شخص کے لڑکے نے مطلع ہو کے وہ اشرفیان نکال لین اور جب اوس شخص نے
اونکو ڈہونڈہا تو وہ اشرفیان اوسکو نہ ملین تیسرے یہ کہ عیسی ابن احمد نامی ایک شخص تہا جسکے
ہاتہہ مین داغ برص ہو گیا تہا آپ نے دعا پڑہ کے اوسپر ہاتہہ اپنا پہیر دیا اور وہ اچہا ہو گیا
چوتھے یہ کہ ہاشم ابن زید راوی ہے کہ مین نے دیکہا حضرت کو کہ اندہے کو آپ کے پاس لائے
اور آپ نے بحکم خدا اوسکو بینا کر دیا اور مٹی لیکے آپنے اوس سے ایک چڑیا کی شکل بنائے اور اوسمین
پہونک دیا پس وہ اوڑنے لگی راوی نے کہا کہ آپ مین اور حضرت عیسی ع مین کچہہ فرق نہین
رہا آپ نے فرمایا کہ مین عیسی سے ہون اور عیسی مجہسے ہین پانچوین یہ کہ ایک دفعہ جب آپ حج سے
پہرے ایک خراسانی کو دیکہا کہ اوسکا گدہا مر گیا ہے اور وہ کہڑا رو رہا ہے کہ اب مین پہر
اپنا اسباب رکہکر لیجاؤنگا آپ قریب اوس گدہے کے گئے اور کہا کہ وہ گائے بنی اسرائیل
کے اللہ تعالی کے نزدیک مجہسے زیادہ صاحب عظمت نہین تہے جسکے بعض اجزا کو مردے پر
مار دیا اور وہ زندہ ہو گیا پہر آپ نے اپنے داہنے پاؤنسے اوس گدہے کو ٹہوکر دی اور
کہا کہ کہڑا ہو جا بحکم اللہ تعالی کے پس گدہے نے حرکت کی اور کہڑا ہو گیا اور خراسانی اپنا اسباب
اوسپر رکہکر مدینہ مین آیا اور منجملہ معجزات حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے ایک

یہ ہے کہ ایک دفعہ بحکم خلیفہ عباسی آپ کو جانوران درندہ کے درمیان مین اس غرض سے داخل کیا کہ وہ آپ کو
تکلیف دین آپ اونکے درمیان مین جاکے کھڑے ہو گئے اور بفراغ دل نماز پڑھنے لگے پس دیکھا سب نے
کہ آپ کھڑے نماز پڑھ رہے ہین اور وہ جانور آپکے گرد ہین دوسرے یہ کہ ایک دفعہ آپ نے اپنے
صحن مکان مین ایک چشمہ ظاہر کیا کہ جسمین سے شہد اور دودھ جوش مارتا ہوا نکلتا تہا اور سب اوس مین سے
پیتے تہے تیسرے یہ کہ اکثر آپ مقام سُر من راٗے کے بازارون مین گذرتے تہے اور آپکا سایہ نہین ہوتا تہا
اور یہ بہت مشابہ بلکہ دراصل وہی معجزہ رسول اللہ ؐ کا ہے جسکا ذکر کتب عامہ وخاصہ مین ہے چوتہے یہ کہ
ایک دفعہ اہل عراق نے آپ سے شکایت منہ کی کی اور آپ نے کچھہ لکھکے اونکو دیدیا اور مینہ اونکے
یہان برسنے لگا اور جب بعد ازان اونہون نے شکایت منہ کی کثرت کی کی تو آپ نے زمین پر مہر کردی
اور مینہ موقوف ہو گیا پانچوین یہ کہ ایک دفعہ بادشاہ وقت نے آپ سے کہلا بہیجا کہ انوش نصرانی جو ہمارا
کاتب ہے اوسنے درخواست کی ہے کہ آپ اوسکے گہر مین جاکر اوسکے دونون لڑکونکے حق مین دعاے سلامتی
اور بقا کی کر دیجیے اور آپ اوسکے گھر مین گئے اور وہ سر و پا برہنہ باہر آیا اور اوسکے ساتھہ بہت سے
علما اور عابد نصاریٰ کے تہے اور اوسنے کہا کہ مین نے یہ درخواست اسواسطے کی تھی کہ ہم کو انجیل سے
معلوم ہوا ہے کہ آپ حضرات کا مرتبہ مثل حضرت مسیح ابن مریم کے ہے حضرت نے کہا کہ الحمد للہ اور اپنے
گہوڑے پر سوار اوسکے گہر مین گئے اور سب لوگ تعظیم کے لیے کہڑے ہو گئے اور آپ نے کہا ایک
لڑکے کیطرف اشارہ کرکے کہ یہ لڑکا تیرا تیرے پاس باقی رہیگا اور دوسرا تین دن کے بعد تجہسے لے لیا
جائیگا اور جو باقی رہیگا وہ مسلمان ہوگا اور ہم اہلبیت سے محبت رکہیگا پس انوش نے کہا کہ واللہ اے
سید ہمارے ارشاد آپکا حق ہے اور مجہپر مرنا اس ایک لڑکے کا آسان ہے جب مین نے جانا ہے کہ یہ دوسرا
مسلمان ہوگا اور آپ سے محبت رکہیگا پس بعض علماے نصاریٰ نے کہا کہ تو مسلمان کیون نہین
ہوجاتا انوش نے کہا کہ مین مسلمان ہون اور میرے مولا اسکو جانتے ہین آپ نے کہا کہ یہ سچ
کہتا ہے اور کہا کہ اگر یہ اندیشہ نہوتا کہ لوگ کہینگے کہ ہمنے تیرے لڑکے کے مرنے کی خبر دی تھی مگر جیسا ہمنے
خبر دی تھی واقع نہوا تو ہم دعا کرتے کہ وہ لڑکا بہی تیرا باقی رہتا انوش نے کہا مین کچھہ نہین چاہتا مگر جو آپ
چاہتے ہین راوی کہتا ہے قسم بخدا کہ تیسرے دن وہ لڑکا مر گیا جسکے مرنیکی آپ نے خبر دی تھی اور دوسرا
۱۲
لڑکا بعد ایک برس کے مسلمان ہو گیا اور تا وفات حضرت کے حضرت کے دروازہ پر حاضر رہا اور
منجملہ معجزات حضرت امام محمد ابن الحسن صاحب الامر علیہ السلام کے ایک یہ ہے کہ ابوالادیان کہتے ہین کہ

مین خدمت مین حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے حاضر رہتا تہا حضرت نے قبل اپنی وفات کے
چند خطوط مجہکو دئے اور مدائن بہیجا اور کہا کہ پندرہوین دن تو سُرمن رائے مین واپس آئیگا
اور مجہکو مقام غسل پر پائیگا مین نے عرض کی پہر کون آپ کا قائم مقام ہوگا آپ نے کہا جو میرے
خطوط کا جواب تجہسے مانگے مین نے کہا کہ اور زیادہ کچہہ ارشاد ہو آپ نے کہا جو میری
نماز جنازہ پڑہے وہ میرا قائم مقام ہوگا مین نے کہا کچہہ زیادہ ارشاد ہو آپ نے
کہا جو خبر دیگا اوس کی جو ہمیان مین ہو وہ میرا قائم مقام ہوگا راوی کہتا ہے کہ
پندرہوین دن جب مین واپس آیا تو مین نے خبر آپکے وفات کی سنی اور آپکو آپکے
مقام غسل پر پایا اور جب آپکے بہائی جعفر نے آپکی نماز جنازہ پڑہنی چاہی تو راوی نے
دیکہا کہ ایک صاحبزادے باہر آئے اور کہا جعفر سے کہ اے چچا تم پیچہے کہڑے ہو کہ مجہکو زیادہ
حق اسکا ہے کہ مین اپنے باپ کی نماز جنازہ پڑہون بعد ازان آپ مدفون
ہوئے اپنے باپ کی قبر کے پاس اور بعد اسکے اون صاحبزادے نے مجہسے کہا کہ لا جواب خطوط کے جو تیرے
پاس ہین اور مین نے اونکو حوالہ کر دئے بعد ازان کچہہ لوگ مقام قم سے آئے اور حضرت کی خبر
وفات پاکر پوچہا کہ کون قائم مقام آپکا ہے لوگون نے جعفر کو بیان کیا اونہون نے جعفر کے پاس
آکے سلام کیا اور رسم تعزیت وتہنیت ادا کی اور کہا کہ ہمارے پاس خطوط اور مال ہین پس
آپ بتلائے کہ وہ کسکے خطوط اور کسقدر مال ہے پس جعفر اپنے کپڑے جہاڑ کے اوٹھ کہڑے ہوئے
اور کہا کہ یہ لوگ چاہتے ہین کہ ہم علم غیب جانین پس ایک خادم باہر آیا اور کہا کہ تمہارے
پاس فلان فلان اشخاص کے خطوط ہین اور ایک ہمیان ہے جسمین اشرفیان ہین اور اوسمین
دس اشرفیان مطلا ہین پس اون لوگون نے خطوط حوالہ کر دئے اور مال دیدیا اور کہا کہ
جس شخص نے یہ خبر دی وہ امام ہین دوسرے یہ کہ جب رشیق بحکم معتضد معہ دو آدمیون کے
حضرت کے گہر پر آئے اور اونکو حکم دیا تہا کہ جسکو گہر مین پائین اوسکو قتل کرکے اوسکا سر
لائین تو اونہون نے گہر کا پردہ اوٹہایا تو اوسکے اندر ایک دریا بہتا ہوا پایا اور اوس
گہر کے منتہی پر ایک بوریا بچہا ہوا دیکہا اور دیکہا کہ ایک شخص اوس بوریے پر کہڑے نماز
پڑہ رہے ہین ایک شخص نے آپکے پاس جانے کا قصد کیا وہ پانی مین ڈوبنے لگا اوسکو
رشیق نے نکال لیا اور دیر تک وہ غشی مین پڑا رہا اور دوسرے نے بہی وہی قصد کیا

اور اوسکا بھی وہی حال ہوا پس خوف زدہ ہو کر یہ لوگ واپس گئے تیسرے یہ کہ ایک شخص نے آپکو خط لکھا اور یہ اطلاع دی کہ میرے لڑکا ہوا ہے میں اوسکا ساتوین دن عقیقہ اور ختنہ کرنا چاہتا ہون آپ نے لکھا کہ نکر اور وہ لڑکا ساتوین یا آٹھوین دن مرگیا اور اوسکے مرنیکا حال حضرت کو لکھا آپنے جواب مین لکھا کہ تیرے دو لڑکے اور ہونگے پہلے کا نام احمد اور دوسرے کا نام جعفر رکھنا اور اوسکے دو لڑکے جیسا آپ نے کہا تھا پیدا ہوئے چوتھے یہ کہ جس زمانہ مین آپ بہت کم سن تھے اور گہوارہ مین لیٹے ہوئے تھے ایک خادم گہوارہ کے پاس گیا آپ نے یہ پوچھا کہ مجھکو تو پہچانتا ہے اوسنے کہا ہان آپ میرے آقا اور میرے آقا کے بیٹے ہین آپنے کہا کہ مین یہ نہین پوچھتا ہون اوسنے کہا آپ بیان فرمائے آپ نے فرمایا کہ مین خاتم الاوصیا ہون اور میرے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ بلا دفع کریگا میرے خاندان اور میرے شیعون سے پانچوین یہ کہ قطب راوندی نے لکھا ہے کہ یوسف ابن احمد جعفری نے روایت کی ہے کہ سنہ ۳۰۶ ہجری مین مین نے حج کیا اور تین سال مکہ کا مجاور رہا بعد ازآن طرف شام کے پھرا اثنائے راہ مین ایک روز نماز صبح قضا ہو گئی پس مین محمل سے اوترا اور ارادہ نماز کا کیا کہ مین نے چار آدمیون کو ایک محمل مین دیکھا اور اوسکو دیکھکر تعجب کرتا تھا کہ ایک شخص نے اونمین سے کہا کہ کس امر کا تعجب کرتا ہی اور تو نے نماز کو اپنی چھوڑ دیا ہے مین نے کہا کہ تمکو میرا حال کیونکر معلوم ہوا اوسنے کہا کہ آیا تو چاہتا ہے کہ اپنے امام صاحب الزمان کو دیکھے مین نے کہا کہ ہان پس اوسنے ایک شخص کیجانب اون چار شخصون مین سے اشارہ کیا مین نے کہا کہ اونکے لئے بہت سے دلائل اور علامتین ہاین اوسنے کہا کہ کیا تو یہ دیکھنا چاہتا ہی کہ یہ محمل معہ اون آدمیونکے جو اوسمین ہین آسمان کی جانب بلند ہو جائے یا فقط تنہا محمل آسمان کیجانب بلند ہو جائے پس مین نے کہا کہ انمین سے جو امر ہوگا وہ ایک عمدہ دلیل ہوگا پس مین نے دیکھا کہ وہ محمل معہ اون لوگونکے جو اوسمین بیٹھے آسمان کیجانب بلند ہو گئی اور جن حضرت کی طرف اشارہ کیا تہا وہ گندم گون تھے اور رنگ اونکا مثل کندن کے تہا اور اونکی دونون آنکھونکے درمیان مین یعنے پیشانی پر نشان سجدہ کا تہا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ اَزْکَی الصَّلٰوۃِ وَاَبْھَی الصَّلٰوۃِ وَاَنْمَی الصَّلٰوۃِ وَاَبْقَی الصَّلٰوۃِ صَلٰوۃً بَعْدَ صَلٰوۃٍ صَلٰوۃً لَا یَنْتَھِیْ اِلٰی غَایَۃٍ مِنَ الْغَایَاتِ

واضح رہے کہ یہ چند معجزہ بطور نمونہ کے بہت سے معجزات مین سے روایات مین اختصار کر کے

نقل کئے گئے ہین اور جب یہ معجزے معجزات انبیائے سابقین کے ساتھ مقابلہ کرکے دیکھے جائین تو یہ عمدہ دلیل اور شواہد رسالت حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امامت ائمہ ہدی علیہم السلام کے ہین اور چونکہ یہ سب امور بنظر قدرت کاملہ اللہ تعالی کے ممکن ہین اور اونکی روایت ایسی کثرت سے موجود ہے اور اونکے راوی ایسے لوگ ہین کہ جنکا اتفاق جھوٹھہ پر ممکن نہین ہے اور شہادت شہادت معجزات انبیائے سابقین سے کسیطرح کم کثرت اور وقعت مین نہین ہے اور قرآن مین جو بعض وقت آیات کے دکہلانے سے انکار ہوا تہا وہ خاص آیات سے اور ایک وقت خاص مین انکار ہوا تہا جسکو کفار چاہتے تہے کہ وہ آیت ہمیشہ اونکے ساتھ رہی اور اوس میں خوف تہا کہ اسصورت مین بوجہ گستاخی بہت سے بندگان خدا جنکا زندہ رکہنا مصلحت تہا معذب ہو جاتے اسوجہ سے انکار ہوا تہا مگر یہ بھی قرآن سے ثابت کہ بہت سے معجزات خود حضرت نے دکہلائے اور معجزہ شق قمر تو قرآن میں مذکور ہی اور قرآن خود بھی معجزہ ہی پس ان معجزات اور معجزات رسول اللہ کا اعتقاد کرنا ضرور ہی اور جسکو زیادہ معجزات کا دریافت کرنا منظور ہو کتاب مدینۃ المعاجز کیطرف رجوع کرے جسمین پانچسو چہپن معجزات حضرت امیر علیہ السلام کے اور ایک سو سولہ معجزات حضرت امام حسن علیہ السلام کے اور ایک سو اٹھارہ معجزات حضرت امام حسین علیہ السلام کے اور ایک سو چہہ معجزات حضرت امام علی ابن الحسین علیہ السلام کے اور ایک سو سولہ معجزات حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے اور ایک سو تریسٹھہ معجزات حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے اور ایک سو تینتیس معجزات حضرت امام موسی ابن جعفر علیہ السلام کے اور ایک سو اکسٹھہ معجزات حضرت امام علی ابن موسی الرضا علیہ السلام کے اور چوراسی معجزات حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کے اور ترانوے معجزات حضرت امام علی نقی علیہ السلام کے اور ایک سو چونتیس معجزات حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے اور ایک سو ستائیس معجزات حضرت صاحب العصر علیہ السلام کے منقول ہین اور کسیقدر معجزات ائمہ علیہم السلام کے بھی ملا جامی نے جو اہل سنت سے ہین اپنی کتاب شواہد النبوہ مین لکھے ہین ۱۲ عفی عنہ

حواشی متعلق صفحہ ۴۶ ۔ ناطق جزو ذاتی انسان کا نہوگا اور اثبات علم کا انسان کو بنظر اوسکی ذات کے نہوگا اور اگر صرف نفس ناطقہ مصداق لفظ انسان کا قرار دیا جا جیسا کلام محقق علیہ الرحمہ سے مفہوم ہوتا ہی تو حیوان وغیرہ کا اطلاق جائز نہوگا مگر یہ کہا جائے کہ اسکا التزام کر لیا جائیگا لیکن یہ بالکل اصول

حکما اور نیز اطلاقات شرعیہ کے بھی خلاف ہی اور یہ بالکل خلاف بداہت بھی ہی کہ انسان کوئی اور شی ہی جو غیر اوس جسم مشاہد کے
پانچوین یہ کہ خواب و بیداری مثبت اسکی ہین کہ نفس ناطقہ کو کلال عارض ہوتا ہی اور یہ بھی دلیل اوسکی جسمانی ہونیکی ہی چھٹے یہ کہ زوال
ادراکات کا بحدوث موت بدن اور خارج ہو جانے بعض اجزاء باطنی انسان کی دلیل اس امر پر ہے
کہ جسکے ذریعہ سے علم و ادراک انسانکو ہوتا ہے وہ جسمانی ہے ساتوین بنا اکثر آلات ادراک
جسمانی کی ایسی صورت پر ہی کہ جو مثبت ہی اس امر کے لئے ہی کہ جو اصل منشاء ادراکات کا ہے
وہ اندر جسم انسانکے ہی آٹھوین یہ کہ نفس ناطقہ کا حدوث بحدوث جسم اور اوسکا فناے آثار
بموت جسم اور خارج ہونے بعض اجزاء باطنیہ کے اونمین سے صریح دلیل اوسکے جسمانی ہونیکی
ہی نوین کہ یہ بکمال ظاہر ہی کہ عقل بالبداہت حکم کرتی ہی کہ نفس زید کا کسیطرح اوسکے
جسم سے علیحدہ نہیں ہے بلکہ یہ ضرور لائق تسلیم ہے کہ جہان جسم زید کا ہوتا ہی اور جہان
وہ منتقل ہو کر جاتا ہے وہین اوسکا نفس بھی اوسکے ساتھ ہوتا ہی اور اوسی جگہہ آثار
نفس کے ظہور مین آتے ہین اور یہ عمدہ دلیل نفس انسانکی جسمانی ہونیکی ہے دسوین اگر
نفس ناطقہ مجرد ہوتا تو ضرور تہا کہ ہمکو علم نفوس فلکی و عقول عشرہ مظہرہ حکما کا باسانی اور
اوسیطرح بادنی فکر ہونا جیسا کلیات کا علم حاصل ہوتا ہی حال آنکہ یہ ظاہر البطلان ہے اور مشغول
ہونا نفس کا جسمانی تدبیرات مین مانع اسکا نہیں ہوسکتا جیسا دیگر علوم مذکورہ کا مانع نہیں ہوسکتا ہے
گیارہوین علاوہ ازین اسقدر اثر جسم کا نفس پر کہ اوسکے انتظامات مین مشغول ہونا مانع بعض
تاثیرات نفس کا ہوسکے درحقیقت دلیل اوسکے جسمانی ہونیکی ہے بارہوین اگر نفس ناطقہ مجرد
ہوتا تو اوسکو تحصیل علوم مین ضرورت تدریج کی نہوتی تیرہوین اگر نفس ناطقہ مجرد ہوتا تو فرق
صفات نفسانیہ مین ممکن نہوتا بلکہ ضرور تہا کہ سب ذکی اور شجاع ہوتے چودہوین اگر نفس
ناطقہ مجرد ہوتا تو فرق صفات نفسانیہ مین حسب امزجہ صفراوی اور دموی اور بلغمی اور سوداوی
نہوتا حال آنکہ یہ ظاہر ہی کہ صفراوی مزاج اکثر مائل بذکاوت ہوتے ہین اور دموی بھی برخلاف
بلغمی اور سوداوی کی پندرہوین اثر اعراض نفسانیہ کا مثل ہم اور غم اور غضب و فرح کے
بدن مین اسطرح ظاہر ہوتا ہی کہ جسکے وجہ سے مزاج مناسب حالات مذکورہ بدن مین پیدا ہوجاتا
ہی اور برخلاف اسکے اثر امراض جسمانیہ کا نفس مین ظاہر ہوتا ہی مثلاً سوداوی مزاج کے
پیدا ہونے سے جنون وغیرہ عارض ہوجاتا ہی تو یہ عمدہ دلیل اسکی ہی کہ نفس ناطقہ جسمانی ہی نہ مجرد

سولہوین[۱۶] اگر نفس ناطقہ مجرد ہوتا تو کشف اون علوم کا جو بلا واسطہ آلات جسمانی اوسکو حاصل ہوتے
ہین بمقابلہ کشف اون علوم کے جو بذریعہ حواس اور آلات جسمانیہ حاصل ہوتے ہین زیادہ تر عام
ہوتا مگر برخلاف اسکے محسوسات کا کشف زیادہ اتم ہوتا ہی پس اس سے بھی اوسکا جسمانی ہونا ثابت
ہی سترہوین[۱۷] اگر نفس ناطقہ مجرد ہوتا تو اول اوسکو علم مجردات کا حاصل ہوتا مگر برخلاف اس کے
اول اوسکو علم محسوسات کا حاصل ہوتا ہی اٹھارہوین[۱۸] یہ ظاہر ہی جب کسی عضو کو انسان نکے بطرح
باندھدین کہ وہ سُن ہوجائے تو اسمین شبہہ نہین کہ اوسکا ادراک خاص اسوجہ سے جاتا رہتا ہے کہ
بعض اجزاء جسمانی کی آمد و رفت کی راہ اوسمین مسدود ہوجاتی ہی اور اس سے بھی مدار ادراکات
یعنے نفس کا جسمانی ہونا ثابت ہوتا ہے اونیسوین[۱۹] پھر جب زیادہ خون بوجہ زخم کے یا کسیطرح جسم
انسان سے نکل جاتا ہی اور اوسکے ساتھ وہ اجزا بھی نکل جاتے ہین جنکا حامل خون ہی تو اکثر آدمی مر
جاتا ہی اور اوسکا ادراک جاتا رہتا ہی تو یہ بھی اسکا مثبت ہی کہ نفس یعنے مبدأ ادراک انسانکا جسمانی ہی
بیسوین[۲۰] بوقت موت انسان اکثر مشاہد ہوتا ہی کہ اعضا مین کشش پیدا ہوتی ہی اور ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ کوئی چیز کھینچکر تمام بدن سے نکلتی ہی اور اوسکے بعد ادراک جاتا رہتا ہی اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ
منشاء ادراک جسمانی اور تمامی اعضا مین ساری ہی اکیسوین[۲۱] اہل عصر حکمانے اتفاق کیا ہی اور متاخرین نے
صراحت کی ہی کہ ادراک جزئیات جسمانی و محسوسات بھی سوائے مجرد کے جسمانی کیلئے ممکن نہین ہے
پس بموجب اس قول کے جملہ حیوانات کے لئے نفس مجرد تسلیم کرنا ضرور ہوگا اور ادراک ایسے نفوس
مجردہ کا محض جزئیات کے ادراک مین ممکن التسلیم نہین ہی تو پھر انسان اور دیگر حیوانات مین فرق بوجہ لطافت کے
باقی نرہیگا مگر بموجب قول جسمانیت نفس کے ہر انسان اور ہر حیوان کیلئے ایک نفس ہے مگر بوجہ لطافت جسمیت
کے اونمین فرق ہی اور روح انسانی الطف اور وسیع العلم ہی بائیسوین[۲۲] یہ جو قرآن مین ہی کہ نفخت فیہ
من روحی یعنے ہمنے اوسمین یعنے بدن انسانمین اپنی روح پھونکدی اور یہ کہ واللہ یتوفی
الانفس کا بھی مضمون جو وارد ہی جسکے معنے یہ ہین کہ اللہ قبض کرنیوالا نفوس انسانیکا ہے
اور علاوہ ازین جو احادیث مثبت قبض روح اور اوسکے مقامات مناسبہ پر منتقل کرنیکے آئی ہین
یہ بھی بظاہر موئد نفس ناطقہ کی جسمانی ہونیکے ہین اور جو دلائل نفس ناطقہ کے مجرد ہونیکے کتب
مین مذکور ہین وہ قوی نہین ہین مثلاً یہ دلیل جو اس کتاب مین مذکور ہی کہ اگر نفس بدن یا جزو بدن ہوتا

ترمتصف علم کے ساتھ نہوگا اسوجہ سے لایق اعتراض ہی کہ یہ امر ممنوع ہی کہ کوئی جزو بدن متصف علم
کے ساتھ نہین ہوسکتا ہی کیونکہ گو اجزا ء کثیفہ بدن کے متصف بعلم نہون مگر وہ جزو لطیف بدن کا
جسکے حامل رطوبات اصلیہ بدن ہین اور وہ تمام اعضا مین ساری ہی اور جو درحقیقت منشا علم و ادراکات
انسانکا ہی اوسکا متصف بعلم نہونا کسیطرح ثابت اور مسلم نہین ہوسکتا ہی اور جو دلیل اس تقریر سے
لیگئی ہی کہ نفس بسیط کا علم نفس کو حاصل ہوتا ہی اور اسصورت مین بسیط ہونا نفس کا ضرور ہی جو محل
ان علوم مجردہ و بسیط کا ہی ورنہ تقسیم اون علوم کی جو بسائط ہین بوجہ تقسیم ہونے اونکے محال کے
لازم آئیگی اسوجہ سے ضعیف ہی کہ مدار اس دلیل کا اس قول پر ہی کہ علم بحصول صورت معلوم ہوتا ہی
اور یہ مسلم نہین ہے اور علاوہ ازین مرکب کا محل بسیط ہونا بدون اسکے کہ تقسیم بسیط کے لازم آئے
ممکن ہی کیونکہ نقطہ جسم مین حال ہی حالانکہ جسم مرکب ہی اور نقطہ بسیط ہی اور یہ جو کہا گیا ہی کہ سن
شیخوخت اور ضعف اعضا مین علوم مین زیادہ ترقی ہوتی ہی یہ بھی ضعیف ہی اسواسطے کہ یہ ترقی
بوجہ اجتماع اون علوم کے ہوتی ہی جو زمانہ دراز تک حاصل ہوئے ہین پس زیادہ تر محل اعتماد
وہی قول جسمانیت نفس ہے جسکی زیادہ تر دلائل عقلی و نقلی موید ہین فتأمل لعل اللہ یحدث
بعد ذلک امرا ۱۲ منہ عفی عنہ **حواشی متعلق صفحہ ۲۰** کہ فرمایا حضرت نے کہ رجوع کرینگے
حضرت رسول اللہ ص اور حضرت امیر المومنین ع اور باقی ائمہ علیہم السلام اور اسیطرح بہت سے روایات
کتب مطولہ مین مذکور ہین مثل بحار وغیرہ کے پس جو اونکو دریافت کرنا چاہے اون کتب کیطرف رجوع
کریے ۱۲ منہ عفی عنہ تمت تمام شد

تقریظ از افادات جناب سیدنا العلامہ و مولانا الفہامہ بحر العلوم والحکم ہادی البرایا والامم حجۃ الاسلام مجتہد الانام امام الفقہاء العظام تاج العلماء الاعلام السید السند والعلم المفرد جناب مولوی السید علی محمد صاحب ادام اللہ ظلال افاداتہ وایدہ بتائیداتہ وبرکاتہ

باسمہ سبحانہ وبحمدہ ما اعلی شانہ

عجالہ رائعہ و علالہ نافعہ و مختصر شریف و موجز لطیف منہج الوصول الے علم الاصول کہ جو پیرا زیہ رسالہ مفیدہ و مقالہ سدیدہ فصول اصول کے اردو زبان مین عموم نفع کے لئے تحریر کی گئی ہی نظر قاصر تخیف سے گذری واقعی یہ رؤس عقائد اسلامیہ و دقائق کلامیہ و مباحث رشیقہ و نکات انیقہ پر حاوی ہی اور علم ہدی اور بدر دجی ہی ہے وفی کل لفظ منہ روض من المنی ٭ وفی کل سطر منہ عقد من الدرر کیونکہ نہو حالانکہ یہ تحریر دلپذیر سے فاضل نحریر و عالم خبیر و بدر منیر نزیہ النظیر شمس الکملاء بدر الفضلاء والعلماء و حید زمن جناب مولوی السید محمد علی حسن صاحب دامت معالیہ و بورکت ایامہ ولیالیہ کے ہی حق سبحانہ تعالی اوس سے کافہ مومنین وجمیع شیعیان آل طہ ویسین کو نفعیاب فرمائے وھو الموفق والمعین وعلیہ نتوکل وبہ نستعین ٭

(مہر:) سید علی محمد

علی مع الحق والحق مع علی

حررہ بیمناہ الواثق علی بن محمد اوتی کتابہ بہا فی الاخرۃ

باسمہ تعالیٰ شانہٗ

قطعہ دیگر تاریخ اختتام طبع از مصنف رسالہ دام ظلہ السامی

بفضل ولطف خداوند منعم علام
زختم طبع چون این نسخہ یافت حسن تمام

کشود ہر سر مویم بحمد وشکر زبان
کہ ہست شکر کلید خزائن انعام

ادائے شکر ولیکن چو بودہ ناممکن
کہ این نوال نیرزد مگر بشکر دوام

زطبع مصرع تاریخ او طلب کردم
کہ یادگار بماند بدہر نزد کرام

بگفت طبع بگو بلی سر حجاب ای شمس
زہی لالی تحقیق حکمت اسلام +

سنہ ۱۳۱۳ ہجری

قطعہ تاریخ طبع رسالہ نتیجہ طبع وقاد فاضل جلیل مولوی السید محمد امیر حسن صاحب المعروف بمولوی السید محمد غلام جبار صاحب دام مجدہ السامی صاحب زادہ جناب مصنف علامہ مدظلہ العالی

للہ الحمد کہ از فضل عزیز وہاب
شد ازین مہر فزون فخر وجلال اسلام

مرد دین شمس کہ از پرتو او پر نور است
ساحت عزت وتمکین رجال اسلام

حکمت دین مبین از دل او مبحوث شد
سینہ اش معدن ہر علم وکمال اسلام

طبع والاش چو انداخت ظل نورش
بدر تابان شدہ این تازہ ہلال اسلام

آمد این نسخہ پی اہل سداد ونصفت
حجت بالغہ بر صدق مقال اسلام

ہر کہ از ذوق حیات ابدی سرشار است
ہان بیا شاد ازین جام زلال اسلام

بخل مردم بزر وسیم چو بینی ہر سو
بنگر این بخشش گنج زر ومال اسلام

زیور طبع بیر کرده چو این شاہد قدس
شده و بالا بجہان عز و کمالِ اسلام

چون دلم طالب تاریخ شد از طبع نکو
که بود شاہد این نوخط و خالِ اسلام

خضر توفیق بجان و دلم آن نکته دمید
که عیان گشته چو برہان کمال اسلام

گفت این نو رس عرفان که بنیابی مثلش
ہست بی شبہه عجب تازه نہال اسلام

بے سر حیلہ بخوان مصرع سال طبعش
که مکمل بشد مرآت جمالِ اسلام

قطعه تاریخ اختتام طبع رساله از مولفه جناب شمس العلما مولوی سید محمد علی حسن صاحب مدظله العالی از تصنیف فاضل ذکی المولوی سید محمد احفاد الحسین صاحب البہیروی الواسطی دام مجدہ الہنا

بیا بلطف بده ساقیا طہور بجام
که نو بہار در آمد بگلشن اسلام ؛

بیا و ساغر کوثر کنون بده پیہم
که داده صحن چمن را نسیم تازه نظام

بوستان جہان از شمیم غنچه و گل
دماغ اہل معانی معطر است تمام

گل معانی رنگین شگفته چون ز نسیم
بہار تازه عیان شد بباغ علم کلام

ببین که شاہد معنے رخ از نقاب کشود
ببین عروس چمن سر نموده طرفه خرام

سپہر اوج علیِ حسن که از فکر رسش
سخن بعرشه عرش برین گرفته مقام

رخش چو مہر درخشان اوج عز و حشم
نشان سجده چو اختر جبین چو ماه تمام

محیط فیض و کرم بحر علم و کنز حکم
دلیل رشد و تقا ہادی خواص و عوام

مدام سرخوش راح معارف و تحقیق
مدام نغمه سرای محامد علام

به یمن جهاد و غزا لشکر بعرصهٔ تحقیق
بلطف فیض عمیمش مفیض اهل جهان
شود چو طبلهٔ عطار عرصهٔ امکان
مدام ظل همایون او بود ممدود
نمود جمع کتابی چو مهر تابنده
بیاض او همه پر نور همچو عارض حور
ز فیض طبع بهارین و ابر خامهٔ او
خزینه است ز تحقیق عمق اقوال
چشیم منصف حق بین هلال عید طرب
مشام خلق معطر شده بفضل خدا
بغوص فکر رسا این لآلی تحقیق
تلفت خضر بگو بهر سالش ای افغاد

به یمن بدست وی این خامه تیز تر ز حسام
بدست جود و عطا دستگیر انام
بیاد خلقش اگر سر کند نسیم خرام
بحق خیر انام و بحق آل کرام
بصفحه صفحه منور مثال ماه تمام +
سواد او همه مشکین چو زلف عنبر فام
گل نجات شگفته ز مهر نهال کلام
سر بفخر نهند ش اگر بفرق انام
بقلب و جان معاند بر نده همچو حسام
ازین چمن که شگفته در و اصول کلام
بسلک ضبط کشید به بهترین نظام
زهی صحیفه که تالیف شد ز علم کلام
سنه ۱۳۰۲ هجری

تمت بالخیر

فہرست اغلاط رسالہ جسکے بموجب ہر شخص کو چاہئے کہ تصحیح رسالہ کرلیں

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹	۱۳	کیجاوین	کیجائین
۱۰	۱۷	والد	والد
۱۳	۱۲	اعتباری	اعتباری
۱۴	۱۶	ستے	سے
۲۲	۱۵	اثام	اتام
۳۲	۱۳	فقرہ	فقرے
۳۳	۱۲	اہل	اس
۳۴	۵	مشتہر	مستقر
ایضاً	۹	تہو	تو
ایضاً	۱۴	طرف سی کسی	طرف کسی
ایضاً	ایضاً	قارق	خارق
۳۹	۱۰	ونہون	اونہون
۴۰	۳	تکمیلات	تکمیلات
۴۱	۲	لئے	سے لئے
ایضاً	۱۰	کیونکہ کروہ	کیونکہ اگر وہ
۴۲	۸	تکملہ	تکملہ
۴۳	۱۳	اناہ	انام

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۴	۳	محمد ابن علی	محمد ابن علی
ایضاً	۱۶	اوپر حق	اوپر خلق
۳۵	۷	الشجع	الشجیع
۳۶	۱۴	حیلہ	جبکہ
ایضاً	ایضاً	تو	تو
۳۹	۵	الروح	الرّوح
ایضاً	۱۶	جنت ونار	جنت ونار
۵۰	۲	سوال منکر	سوال منکر
ایضاً	۴	خبر دوی	خبر دی
ایضاً	۶	آلگا	آئیگا
ایضاً	۱۲	کیلیئے	کے لئے
ایضاً	۱۴	تجمل	سنجل
۵۲	۲	آفتر	آخر
ایضاً	ایضاً	یعض	بعض
۵۳	۱	اموات کاہے	اموات کا
ایضاً	۳	مدور	مذکور
ایضاً	۶	تکیجابجا	کیجا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
ایضاً	۹	زندہ	زندہ
۵۴	۳	دیتا	دنیا
ایضاً	۵	بالیقین	بالتعیین
ایضاً	۶	نہ ساقط	نہ ساقط
ایضاً	۱۲	معتزلہ	معتزلہ
ایضاً	۱۵	جوابات	جو آیات
ایضاً	۱۷	خاضل	فاضل
۵۵	۷	اور دبھی	اور وہ بھی
ایضاً	۱۶	اور رصورت	اور در صورت
۵۶	۱	آخر	آخر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
ایضاً	۴	متروک ہے	متروک ہے
ایضاً	۵	اارک	ایک
۵۷	۱	سنگے	ہے
۵۸	۹	نصیب ہونگے	سے کامیاب ہونگے
ایضاً	۱۳	حسن و معاشرت	حسن معاشرت
۵۹	۳	کٹروڑون	کروڑون
ایضاً	۹	اوسکے تفصیل	اونکی تفصیل
ایضاً	۱۱	لفظون	لطفون
ایضاً	۱۳	جتنک	جتنک

تمت بالخیر

فہرست اغلاط حواشی رسالہ جسکی تصحیح ہر شخص کو کرنا چاہئے

صفحہ	شمار حاشیہ	سطر	غلط	صحیح
۷	۳	۱۶	شریف	تعریف
۸	۷	۳	اوسکے	کسی ذات کے
۱۰	۱	۲	حکمائی	حکما کے
۱۱	۱	۵	سنہ	نہ
=	=	۱۰	ہے	ہین
۲۰	۲	۲۳	وہ	کچھ
۲۲	۱	۴	بہرحو	جو
۲۵	۱	۱۲	ذاتہ	ذات
۳۳	۱	۱۱	بوتوجہ	بوجہ
=	=	۱۳	بندہ سے	بندہ کی جو

صفحہ	شمار حاشیہ	سطر	غلط	صحیح
۳۶	۲	۱۶	تغییر و تکمیل	تعبیر و تکمیل
۳۷	۱	۱۶	اوسکو	اوسکو
=	=	۱۸	ہے	ہے کہ
=	=	۳۵	الحاکمین	الحاکمین کے
۳۹	۱	تمام حاشیہ	×	لکھنا چاہیے بندسہ جداگانہ
=	=	۱۰	ہوتا تہا	نہ ہوتا تہا
=	=	۳۸	کوڑی	کوری
۴۱	۱	۱۲	حکمت	حکمت ہے ۱۴ صفحہ
=	۱	۱	دوسرے	دوسرے
=	=	۶	دو	دور

صفحہ	شمارہ حاشیہ	سطر	غلط	صحیح
=	=	۷	کیا	کہا
=	=	۱۲	ضرورت	ضرور
=	=	۱۵	مماطت	جماعت
۳۳	۱	۲	ایجا ہوا	ایجا ہوا ہے
=	=	۲۷	قرآنی	قرآنی
=	=	۳۴	مصامی	تمامی
=	=	۴۵	ببن	بہن
۳۴	۱	۶	بعرض	بغرض
۵۲	۱	۵	تحمش	تخمش
=	=	۶	بایتنا	بآیتنا
=	=	۱۳	چہوٹا سے	چہوٹا سے
=	=	۱۴	نشانیوں	نشانیون
=	=	۱۷	چہوٹلا یا	چہوٹلا یا
=	=	۱۹	عاہ	عاقہ
=	=	۲۵	کہا	کا
=	=	۳۵	تحقیق	بتحقیق
=	=	۳۶	تجبیر پر	تجبیر پر
=	=	۳۷	جان لے	جاننے
=	=	۳۸	سمرنیوالا	کہیرنیوالا
=	=	۴۱	یہ	آپ

صفحہ	نمبر حاشیہ	سطر	غلط	صحیح
۶۱	۳	۱۸	عمساحف	مصاحف
۶۲	۱	۴	غیب مخلوق	غیر مخلوق
=	=	=	لعمر وجہہ	لقدّ وجہہ
=	۳	۷	صفحہ ۵۳	صفحہ ۳۶
=	۳	۱۳	وبکلم	وبکلم
=	=	۳	الرّحمۃ	الرحمۃ
=	=	۱۷	فتح کہ	فتح
=	=	۱۸	وخلت	قد خلت
=	=	۲۰	اہل سنت	اہل سنت
=	۳	۲۴	ثبوت	نبوت
=	=	۲۶	کردی	کردی
=	=	۲۸	گندبیان	گونیان
۶۶	۱	۲۱	توڑی	توڑی
۶۷	=	۸	پڑہ لے	پڑھنے
=	=	۱۳	ہواگئے	ہوگئے
۶۸	=	۹	ایگ	آگ
۷۰	=	۲۰	پہچہتا	پوچھنا
۷۱	=	۵	پوچہتا	پوچھنا
۷۲	=	۲۰	جیسا	جسکے
۷۳	=	۲۲	پوسیے	پورسیے

صفحہ	شمار حاشیہ	سطر	غلط	صحیح
۷۳	=	۶	کہوارہ	گہوارہ
=	=	۱۸	آہجانب	کیجانب
۷۵	=	۹	ثابت	ثابت ہے
۷۶	=	۱۲	اوعقول	اور عقول
۷۷	=	۲	مام	تام
=	=	۵	اسطرح	اسطرح
=	=	۹	آدمی	آدمی مر
=	=	۱۷	جسیمیت	جسمیت
۷۸	=	۶	اوسکے محال	اونکی محال

تمت بالخیر والعافیہ

واضح ہو کہ جہان تک قلت فرصت مین تصحیح ممکن ہوئی کی گئی اور احباب سے التماس ہے کہ جہان سوا اسکے غلطی ملاحظہ کرین از راہ عنایت تصحیح فرما کے شکر گذار فرمائیں
فقط

تمام شد بتاریخ ۱۹ ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۰۳ ہجری مطابق ۲۵ ماہ جنوری سنہ ۱۸۸۶ء بمقام لکھنؤ محلہ فراشخانہ وزیر گنج بحسن اہتمام مالک مطبع

سید عابد علی در مطبع اثنا عشری حلیہ طبع پوشید

اطلاع

تتمہ فہرست اغلاط متن جسکے بموجب تصحیح کرلینا چاہیے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٣٣	٣	وہی	وہ ہی
//	١٤	عیاد	عباد
٣٤	١	شر	شر ہے
//	٦	اوسکے	اسکے
//	//	ہوئی ہی	ہوتی ہے
//	١٦	صیلان	میلان
٣٥	٩	اسیطرح	اسطرح
٣٦	٢	کرتاعباد	کرناعباد
٣٧	٨	نامہ	تامّہ
٣٨	١٠	قضیہ	قصّہ
//	//	ادم ع	آدم ع کا
٣٩	١٣	تمدّی	تحدّی
//	١٧	اور بہ ترکیب کمالات	اور بہ ترکیب کلمات
٤٠	٢	عجیہ	عجیبہ
//	٨	حقیقہ	حقیقیہ
٤١	٤	العدہو	العدہون
//	٩	داجب	تو واجب
//	١٣	سبب	بسبب
٤٢	٢	لہ التعریف	لہ التعریف
//	٣	ملیتۃ	ایلیتۃ
//	١٥	انثاعشر	اثناعشر
//	١٦	اثناعشری	اثناعشر
٤٥	١٥	دم	ذم
٨٠	١٠	مجدّ	مجدہ
٨١	٦	رسالہ از	رسالہ

تمت

تتمہ فہرست اغلاط حواشی جنکے بموجب تصحیح کرنا ضرور ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٣٢	٣	بعد	اور
٣٧	٣٩	حل الله	قل للہ
٣٨	٣	علت بعض	علت بعثت
٣٩	٨	دہ خورہ اور سے	وہ خورہ اور پیسے
//	٤٩	فاج	فالج
٤١	٢١	٠	منہ عفی عنہ
٤٢	١٢	داختیار	باختیار
٤٣	١٩	اولاہین	اوالی ہین
//	٣٠	حضرت سر	حضرت رسول اللہ
//	٣٥	بمن زلۃ	بمنزلۃ
//	٤٧	استے	اس سے
٤٤	٣٤	حفرت تننے	حضرت نے
٤٨	١٣	شریک سدنا	شریک ہونا
//	//	ایسے	ایسے جز